قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران :74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 30-اپریل 2020ء | 6رمضان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 104

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ... ﴿۱۸۶﴾

(البقرہ:186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

قرآن کریم کے ذریعہ درجات کی بلندی

رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔صاحب قرآن سے (جنت میں) کہا جائے گا کہ تو قرآن پڑھ اور بلند ہوتا چلا جا۔اور یہاں بھی اسی طرح سنوار کر اور خوبصورت آواز سے پڑھ جیسا کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔اور جتنا تو پڑھتا چلاجائے گااتنے تیرے مدارج بڑھتے چلے جائیں گے۔

(سنن الترمذی باب فضائل القرآن،باب فیمن قرءحرفاًمن القرآن)

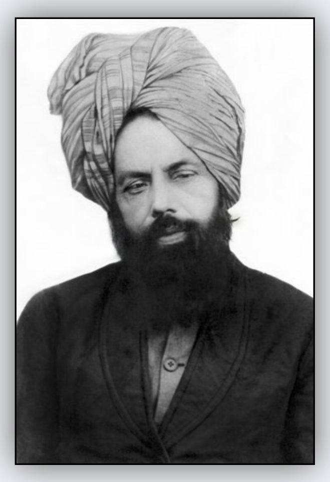
فرمان خلیفہ وقت

تلاوت کا حق کیا ہے

تلاوت کا حق کیا ہے؟ تلاوت کا حق یہ ہے کہ جب قرآن کریم پڑھیں تو جو اوامرونواہی ہیں ان پر غور کریں۔ جن کے کرنے کا حکم ہے ان کو کیا جائے،جن سے رُکنے کا حکم ہے ان سے رُکا جائے... یہ قرآن کریم ہی ہے جو ہدایت کا راستہ دکھانے والی کتاب ہے جس نے اب دنیا میں ہدایت قائم کرنی ہے۔ پس صحابہؓ نے یہ ثابت کیا، ان کی زندگیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ وہ مومن ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تلاوت کا حق ادا کیا اور یہی ایمان لانے والے کہلائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ پس حقیقی مومن وہ ہیں جو تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور حقیقی مومن وہ ہیں جو اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ لہٰذاتلاوت کا حق وہی اداکرنے والے ہیں جو نیک اعمال کرنے والے ہیں۔ پس اس زمانے میں یہ مسلمانوں کے لئے اِنذار بھی ہے کہ اگر تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو اور وہ عمل نہیں جن کا کتاب میں حکم ہے تو ایمان کامل نہیں... پس یہ ذمہ داری ہے ہر احمدی کی کہ وہ اپنے جائزے لے کہ کس حد تک ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دیئے ہیں... قرآن کریم کی تلاوت کا حق مومنین کے نیک اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔ اس لئے اپنے اعمال کی حفاظت کرتے رہنا یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ایک مسلمان پر ڈالی گئی ہے۔ اور نہ صرف ہرمسلمان پر اپنی ذات کے بارے میں یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی اس انعام اور اس کے بڑے اجر سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔(خطبہ جمعہ 7مارچ2008ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

آداب تلاوت قرآن کریم



حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

- ”قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارٍیَلۡعَنُہُ الۡقُرۡاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خداتعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خداتعالیٰ کے عذاب سے خداتعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبّر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 157)

- ”قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)

اس شمارہ میں



اداریہ

خدا کا دیا (چراغ)

نوٹ: احادیث کے مطابق قرآن کریم کے نزول کا آغاز 24رمضان کو ہوا۔ ارادہ تھا کہ 24رمضان کو قرآن نمبر دیا جاتا۔ لیکن قرآن کا رمضان کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے تلاوت قرآن کی طرف رغبت دلانے کے لئے اس کی اہمیت بیان کرنی ضروری تھی۔ اس لئے قرآن نمبر رمضان کے آغاز پر دیا جارہا ہے۔ (ایڈیٹر)

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔

اس لئے رمضان میں ہم کم از کم ایک بار قرآن کریم مکمل کر لیں۔ اور اس کے نور سے اپنے آپ کو اپنے گھروں کو اپنے ماحول کو منور کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

’’اگر ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کریم آجائے اور اس دولت سے ہماری جماعت کا ہر فرد متمتع ہو جائے تو ہم بہت حد تک اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں گے۔ پھر یہ بھی سمجھ لو کہ اگر سارے لوگ ہی قرآن کریم جاننے والے ہوں تو الا ماشاء اللہ بہت سے جرائم، ظلم، فسادات اور جھگڑے آپ ہی آپ کم ہو جائیں گے۔ کیونکہ جہاں نور ہے، وہاں ظلمت نہیں رہ سکتی۔ ایک چھوٹا سا ’’دیا‘‘ تم جلاتے ہو جس کی روشنی نہایت دھندلی سی ہوتی ہے لیکن پھر بھی اس ’’دیے‘‘ کے جلتے ہی اس کمرے کی ظلمت فوراً دور ہو جاتی ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن جو ’’خدا کا دیا‘‘ ہے وہ کسی گھر میں روشن ہو اور وہاں ظلمت باقی رہ جائے۔ اگر قرآن ہمارے دلوں میں آجائے تو تمام ظلمتیں خود بخود کافور ہونا شروع ہو جائیں گی اور نیکی اور تقویٰ کا بیج اس طرح بویا جائے گا کہ آئندہ نسلیں بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جائیں گی‘‘

(خطبات محمود جلد1 صفحہ 251)

اس اقتباس میں کیا ہی خوبصورتی سے حضرت مصلح موعودؓ نے ساری جماعت کو تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح چھوٹا سا لیمپ سارے گھر کو روشن کر دیتا ہے ویسے ہی قرآن کریم جو ’’خدا کا دیا‘‘ (لیمپ) ہے سے اپنے گھروں کو روشن کریں اور رمضان اس کا بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر ہمیں میسر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگرقرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی........ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خوداس سے نہ بھاگو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 27)

پھر فرمایا۔

’’ اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا توہم قوموں کو شرم ساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 286)

چونکہ قرآن کریم کا نزول رمضان میں ہوا اس لئے سالگرہ کے مہینہ میں کثرت سے قرآن کریم کا ورد اور تلاوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔

’’رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہیئے۔‘‘ (تفسیر کبیر تفسیر سورہ البقرہ)

پس اپنے گھروں کو روحانی اور نورانی رنگ میں رنگین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے (Lamp) سے گھروں کو روشن کرنے اور رکھنے کے لئے اپنے اپنے گھروں کے دئیوں کو صاف ستھرا کریں۔ اور دئیوں کو فیول (تیل) سے بھریں اور ان کو روشن کریں۔

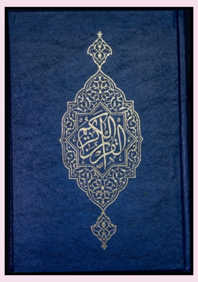
پھر دوسرا سبق یہ ہے کہ ’’دیئے ‘‘سے دوسرا ’’دیا‘‘روشن کیا جاتا ہے۔ہم میں ہر ایک دوسرے کوقرآن کریم پڑھائے اور سکھلائے۔

اور اگر دیا کے معنی خدا تعالیٰ کی دین یعنی اس کی طرف سے تحفہ لئے جائیں تو اس لحاظ سے بھی قرآن کریم واقعتاً ایک نعمت عظمیٰ ہے جو مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ اس نعمت کی قدر کرنا ضروری ہے اور قدر یوں ہو سکتی ہے کہ ہم اس کے مطالعہ، اس کی تلاوت کثرت سے کریں۔تا ہماراخدا بھی ہم سے راضی ہو اور اس کے طفیل ہمیں مزید نعماء کا وارث بنائے۔ آمین

(ابو سعید)



فضائل قرآن مجید



جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے
کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُؤلُوئے عُمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی ، کہاں مقدورِ انساں ہے
بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو ، یہ کیسا کِذب و بہتاں ہے؟
اگر اقرار ہے تم کو خُدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اِس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے؟
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے؟
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے
ہمیں کچھ کِیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(درثمین صفحہ 5-6)

حافظ مظفر احمد

قسط نمبر2-1

قرآن کریم کی روحانی اور مادی تاثیرات

نوٹ: مکرم حافظ مظفر احمد نے قارئین الفضل کی علمی اور دینی استعدادوں کوبڑھانے کے لئے رمضان کی مناسبت سے ’’قرآن کریم کی روحانی ومادی تاثیرات‘‘7قسطوں میں تحریر کی ہیں۔فجزاہ اللہ خیراً۔اس اہم مضمون کا آغاز قرآن نمبر سے کیا جارہا ہے۔پہلی دواقساط کو یکجاکردیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ قرآن کی شان وعظمت اور روحانی ومادی قوت تاثیربیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ (الحشر:22)یعنی اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اُتارا ہوتا تو تُو ضرور دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے عجز اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

تو انسانوں کے دل اس کلام سے کیوں نرم نہیں ہو سکتے۔قرآن مجید کو تمام بنی نوع انسان کے لئےہدایت کا ذریعہ قرار دیتےہوئے اس کی ایک شرط خدا خوفی بیان فرمائی ہے۔ ذٰلِکَ الۡکِتَابُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرہ:3)یہ ’’وہ‘‘ کتاب ہے،اس میں کوئی شک نہیں،ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡھُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ (البقرہ:186)رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے اُمور ہیں۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ مَّوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ (یونس:58)

ترجمہ:اے انسانو!یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت کی بات آچکی ہے اسی طرح جو(بیماری)سینوں میں ہے اس کی شفا بھی۔

اسی طرح قرآن کو تمام بنی نوع انسان اور خصوصاً مومنوں کے لئے ہدایت اور شفا قرار دیتےہوئےفرمایا۔قُلۡ ھُوَلِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ھُدًی وَّ شِفَآءٌ (حٰم السجدہ: 45)تو کہہ دے کہ وہ تو اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں ہدایت اور شفا ہے۔

پھر یہ بھی واضح فرمایا کہ مومنوں کیلئے تو موجب شفا ہے مگر ظالموں کیلئے نہیں۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ھُوَشِفَآءٌ وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ لَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:83)اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔

حضرت امام رازیؒ نے قرآن کے شفا ہونے سے کفر کی بیماری کا دُور ہونا۔نیز جسمانی بیماریوں سے شفا بھی مُراد لی ہے۔

(تفسیر الرازی جلد1ص 281)

ایمان اور خداترسی سےقرآن کی تلاوت سننے والوں پر اس کے ظاہری اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی یہ تاثیر بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ ٭ تَقۡشَعِرُّ مِنۡہُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّھُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُھُمۡ وَ قُلُوۡبُھُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ھَادٍ (الزمر:24)

اللہ نے بہترین بیان ایک ملتی جلتی(اور)باربار دُہرائی جانے والی کتاب کی صورت میں اُتارا ہے۔جس سے اُن لوگوں کی جلدیں جو اپنے ربّ کا خوف رکھتے ہیں لرزنے لگتی ہیں پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف(مائل ہوتے ہوئے)نرم پڑ جاتے ہیں۔یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ اس کے ذریعہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرادے تو اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

تاثیر قرآن اور احادیث نبویہؐ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمﷺ نے ایک دفعہ اُنہیں سورہ رحمان کی تلاوت سنائی۔ صحابہؓ کمال خاموشی سے سنتے رہےاور محو حیرت ہوگئے۔ رسول کریمﷺ نے پوری سورت کی تلاوت مکمل کرکے فرمایا کہ میں نے ایک قوم جنّ کو جب یہ سورت سنائی تو اُنہوں نے تم سے بھی بہتر نمونہ دکھایا۔ جب بھی میں نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ کی آیت پڑھی جس کا مطلب ہے کہ تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے تو وہ لوگ جواب میں کہتے تھے لَا بِشَیۡءٍ مِنۡ نِعۡمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ وَلَکَ الۡحَمۡدُ۔یعنی اے ہمارے ربّ! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو جھٹلاتے نہیں او ر سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

(ترمذی کتاب التفسیر سورۂ رحمان)

حضرت عبدالرحمنؓ بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہمارے ہاں تشریف لائے اُن کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے اُن کو سلام کیا۔اُنہوں نے پوچھاکون ہو؟ میں نے بتایا تو فرمایا۔ مرحبا بھتیجے ! مجھے معلوم ہوا کہ تم خوش الحانی سے قرآن پڑھتے ہو۔ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ یہ قرآن غم کی کیفیت میں اُترا ہے۔ اس لئے جب تم تلاوت کروتو رویا کرو۔کیونکہ اگر تم نہیں روؤ گے تو یہ تمہیں رُلائے گا۔(یعنی اگر تمہارے اندر تلاوت کے دوران اضطراری کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو یہ قابل فکر بات ہے۔)

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب فی حسن صوت بالقرآن)

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہﷺ کے صحابہؓ پر قرآن سننے کےوقت خشوع وخضوع کی حالت طاری ہوا کرتی تھی۔چنانچہ حضرت زیدؓ بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اُبی بن کعبؓ نے رسول کریمﷺ کی موجودگی میں صحابہؓ کو قرآن کی تلاوت سنائی تو سب پر رقّت طاری ہوگئی۔ رسول کریمﷺ نے فرمایا ۔رقّت کے وقت دُعا کو غنیمت جانو کیونکہ یہ بھی رحمت ہے۔

(تفسیر قرطبّی جلد15ص250)

اسی طرح حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ رات کونماز میں سورہ کہف کی تلاوت کررہے تھے جبکہ پاس ہی ایک جانب ان کا گھوڑا بندھا تھا جو بِدکنے لگا جب اُنہوں نے سلام پھیرا تو آسمان پردیکھا کہ ایک سائبان بنا ہوا تھا جس میں چراغ روشن تھے۔ صبح اُنہوں نے اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ ایک(قسم کی) سکینت تھی جوقرآن پاک کی(تلاوت)کی وجہ سے نازل ہورہی تھی۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب نزول سکینہ)

تلاوت قرآن کے وقت اہل کتاب میں سے بعض یہود اور اکثر نصاریٰ کی بھی ایسی حالت دیکھی جاتی تھی۔فرمایا۔

اِنَّ الَّذِینَ أُوتُواْ الۡعِلۡمَ مِن قَبۡلِهِ إِذَا يُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّونَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّداً۔وَّيَقُولُونَ سُبۡحَانَ رَبِّنَآ إِن كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُولاً۔ وَيَخِرُّونَ لِلۡاَذۡقَانِ يَبۡكُونَ وَيَزِيدُهُمۡ خُشُوعاً۔ (بنی اسرائیل:108تا110)

ترجمہ:یقیناً وہ لوگ جو اس سے پہلے علم دیئے گئے تھےجب اُن پر اس کی تلاوت کی جاتی تھی تو وہ ٹھوڑیوں کے بَل سجدہ ریز ہوتے ہوئے گِر جاتے تھےاور وہ کہتے تھے ہمارا ربّ پاک ہے یقیناً ہمارے رب کا وعدہ تو بہرحال پورا ہوکر رہنے والا ہے۔وہ ٹھوڑیوں کے بَل روتے ہوئے گرِ جاتے تھے اور یہ اُنہیں انکساری میں بڑھادیتا تھا۔

حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی کرامات اور فضائل بیان فرماتے ہوئےسنا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی کتاب قرآن کریم میں تم سے پچھلوں کے متعلق بھی تذکرہ ہے اور تمہارے بعد کا بھی نیز اس میں تمہارے درمیان ہونے والے معاملات کا حکم ہے اور یہ سیدھا سچا فیصلہ ہے۔یہ مذاق نہیں ہے۔ جس نے اُسے حقیر جان کر چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پھر جو شخص اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے گمراہ کر دے گا۔یہ اللہ کی ایک مضبوط رسّی ہے اور یہی ذکرِ حکیم ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔یہ ایسی کتاب ہے جسے خواہشات نفسانی ٹیڑھا نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس سے زبانیں خلط ملط ہوتی ہیں۔ علماء اس سے سیر نہیں ہو سکتے۔یہ بار بار دُہرانے اور پڑھنے سے پُرانا نہیں ہوتا۔ اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اسے سن کر جنّ کہہ اُٹھے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے ہم اس پر ایمان لائے۔ جس نے اس کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا۔ جس نے اس پر عمل کیا اُس نے اَجر پایا۔ جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اُس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف لوگوں کو بُلایا اُسے صراطِ مستقیم پر چلا دیا گیا۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل القرآن)

حضرت مسیح موعودؑ قرآنی تاثیرات کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

’’قرآن کریم کے کمالات میں تیسرا حصّہ اس کی تاثیرات ہیں۔‘‘

(جنگ ِمقدس،روحانی خزائن جلد6ص289)

پھران قرآنی تاثیرات کا نمونہ پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نےفرمایا۔ ’’یہ امر بھی ہریک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یا وہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہوگئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصوم نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اُن کے دِلوں کو یکلخت ایسا مبدّل کردیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہوگئے اور محبت دُنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں اپنے مالوں اپنے عزیزوں اپنی عزتوں اپنی جان کے آراموں کو اللہ جلّ شانہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا..........خدائے قادرِ مطلق حیّ قیّوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہِ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دُنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ،روحانی خزائن جلد2ص77،78حاشیہ)

قرآن شریف کی تاثیرات کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئےآپؑ فرماتے ہیں۔

’’اُس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے .... یہ عظیم الشان مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں۔‘‘

(توضیح مرام،روحانی خزائن جلد3ص86)

حضرت مسیح موعودؑ نے واضح فرمایا کہ قرآنی تاثیرات کا تعلق محض گزشتہ زمانہ سے نہیں بلکہ آئندہ زمانہ سے بھی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

’’پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اس میں محفوظ چلی آتی ہیں یعنی یہ کہ اس کی پیروی کرنے

والے قبولیت الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں اور مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں۔خدا ئے تعالیٰ اُن کی دُعاؤں کو سنتا اور اُنہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرارِ غیبیہ پر نبیوں کی طرح اُن کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے اُنہیں ممتاز کرتا ہے۔‘‘

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات،
روحانی خزائن جلد4ص449)

نیز فرمایا:

’’قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔چنانچہ میں اس وقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد4ص450)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قرآن کریم کی تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’عرب جاہل تھے۔وحشی تھے۔خدا سے دُورتھے۔محکوم نہ تھے توحاکم بھی نہ تھے؟مگرجب اُنہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دُنیا کے استاد اور معلّم بنےوہی وحشی متمدّن دُنیا کے پیش رَو اورتہذیب وشائستگی کے چشمے کہلائے۔وہ خدا سےدُور کہلانے والےخداپرست اور خدامیں ہوکردُنیاپر ظاہرہوئے۔وہ جوحکومت کےنام سے بھی ناواقف تھے دُنیا بھر کے مظفرومنصور اور فاتح کہلائے۔غرض کچھ نہ تھےسب کچھ ہوگئے۔مگرسوال یہی ہےکیونکر؟اسی قرآن کریم کی بدولت اسی دستورالعمل کی رہبری سے۔پس تیرہ سوبرس کاایک مجرّب نسخہ موجود ہےجواس قوم نے استعمال کیاجس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی۔‘‘ (حقائق الفرقان، جلد4ص287)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قرآن کی روحانی تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’قرآن کریم میں یہ تاثیر ہے کہ اس کی کوئی سورۃ بھی آدمی پڑھے۔ اس کے دل میں اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی تاثیرات پیدا ہونے لگیں گی۔ گویا بجائے شکوک پیدا کرنے کے وہ شکوک کو قطع کردیتا ہے اور لوگوں کو ایسے مقامات تک پہنچادیتا ہے کہ وہاں شک باقی ہی نہیں رہتا اور یہ تعلق باللہ کا مقام ہے۔ یہ مقام صرف قرآن کریم کی تلاوت سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی کلام اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور قرآن کریم کی ہر اک سورت ان روحانی تاثیرات میں ایسی بے مثل ہے کہ کوئی اور کلام اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہرسکتا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد3ص161)

اسی طرح فرمایا۔’’یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفاء ہے۔‘‘
(تفسیر کبیر جلد3ص93)

حضرت مصلح موعودؓ قرآنی تاثیر ات سے استفادہ کا طریق بیان کرتے ہوئےفرماتے ہیں۔

’’قرآن کامتن پڑھنا بیشک ایک ضروری چیز ہے اور اس کو چھوڑنا نہیں چاہئے ورنہ تحریف پیدا ہوجاتی ہے لیکن ساتھ یہ بھی زور دینا چاہئے تھا کہ اردو جاننے والے اردو میں ترجمہ پڑھا کریں۔قرآن کی تلاوت کریں۔ ایک رکوع وہ پڑھ لیا پھر یہ ایک رکوع اردو میں پڑھ لیا۔جب تک وہ اردو میں نہیں پڑھتے اُس وقت تک تھوڑی عربی جاننے والا اُس کے مضمون کو کہیں اخذ نہیں کرے گا۔‘‘ (متفرق امور۔انوارالعلوم جلد24ص195)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سورہ یونس کی آیات59-58 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’اس آیت میں قرآن کریم کے متعلق چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن کریم کی تعلیم مَوۡعِظَۃٌ(نصیحت)ہےاوراللہ تعالیٰ جس رنگ میں جن لوگوں پر اپنا فضل فرماتا ہےاور اُنہیں اپنی خوشنودی کے عطرسے ممسوح کرتا ہے۔ان کے واقعات ایسے رنگ میں بیان فرماتا ہےجو دِلوں پر اثر کرنے والا اوردِلوں کو نرم کرنے والا ہوتا ہے۔

دوسرے یہ فرمایاکہ یہ کتاب شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِہے۔جوبیماریاں سینہ ودل سے تعلق رکھتی ہیں اس کتاب میں ان تمام بیماریوں کا علاج پایا جاتاہے اور جو نسخے یہ کتاب تجویز کرتی ہے ان کےاستعمال سے دل اور سینہ کی ہرروحانی بیماری دُور ہوجاتی ہے۔

تیسری بات جو قرآن کریم کے متعلق یہاں بیان فرمائی ہے۔وہ ھُدًی ہے۔یعنی اس کی تعلیم ہدایت پر مشتمل ہے۔وہ ان راہوں کی نشاندہی کرتا ہے۔جو اس کے قریب تک پہنچانےوالی ہیں اور منزل بہ منزل بہترسے بہترہدایت ان کی طاقت واستعداد کے مطابق ان کو عطا فرماتا ہےاورہدایت کرتا چلا جاتاہے حتّٰی کہ بندہ اپنے اچھےانجام کو پہنچ جاتا ہے۔وہ اپنی جنت اور اپنےربّ کی رضا کو حاصل کرلیتا ہے۔

چوتھی بات قرآن کریم کے متعلق یہاں یہ بتائی گئی ہےکہ ایمان والوں کے لئے یہ رحمت کا موجب ہے یعنی جولوگ بھی قرآن کریم کی بتائی ہوئی ہدایت پر عمل کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ جو بڑا احسان کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہےاپنی رحمت کی آغوش میں لے لیتا ہے۔‘‘ (انوارالقرآن جلد2ص271تا272)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’خواہ کوئی دہریہ ہویاغیر دہریہ،قرآن کریم کی تلاوت اس کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔قرآن کریم میں یہ طاقت ہے کہ تَقۡشَعِرُّ مِنۡہُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ (الزمر:24) انسان کے اندر ایک قسم کا تزلزل پیدا کردیتی ہےاور وہ خدا کی عظمت کے احساس سے کانپنے لگ جاتا ہے۔‘‘ (خطبات طاہر جلد1ص316)

پھر فرمایا۔’’قرآن کریم .... کیسی عظیم کتاب ہےجس کی نظرسے کوئی باریک سےباریک روحانی بیماری بھی چُھپی ہوئی نہیں کہ پھران کاعلاج بتاتی ہےاوراس کاعلاج صرف اورصرف ایک ہی ہےکہ خدا سے تعلق پیدا کرو ...... اللہ سے تعلق ہے جودراصل آپ کاعلاج ہے۔اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیاجائے کہ جس کے مقابل پر دُنیا بالکل حقیراوربےمعنی اور بےحقیقت نظر آنے لگے۔‘‘ (خطبات طاہر جلد2ص501)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز فرماتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام ہمیں ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ’’آپ ؐ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اب تک وہ چلی جاتی ہیں۔قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر وہی برکات اب بھی موجود ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4صفحہ630)

پس جب خدا بھی وہی قدّوس ہے توجو اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے وہ اس سے فیض پاتا ہے۔ اس کے رسول کی تاثیرات بھی قائم ہیں، اس کی کتاب کی تاثیریں بھی قائم ہیں، اِس زمانے میں اُس نے اپنے مسیح و مہدی کی قوت قدسی کے نظارے بھی ہمیں دکھا دیئے اور دکھا رہا ہے۔یہ سب باتیں ہمیں اس قدّوس خدا کی صفت سے فیضیاب بنانے والی ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘(خطبہ جمعہ مورخہ 20۔اپریل 2007ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفا رکھی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد1ص406)

پھر فرمایا۔’’فاتحہ میں یہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراض روحانی کے علاج پر مشتمل ہے ....سالک کے دل کو اس کے پڑھنے سے یقینی قوت بڑھتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے۔‘‘(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد1ص399)

اسی طرح فرمایا۔’’قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہورہی ہے ....کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے‘‘

(سرمۂ چشم آریہ،روحانی خزائن جلد2ص71)

قرآن کریم کی تاثیر سے ہدایت پانے والے

اب قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے سبب ہدایت پانے والوں کے متعلق بعض حیرت انگیز اور دلنشین واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔جن سے ظاہر ہے کہ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ کی پیشگوئی کے مطابق (کہ یہ قرآن متقیوں کےلئے ہدایت ہوگا)خدا ترس لوگوں کےلئے قرآن کس طرح ہدایت کا ذریعہ بن گیا۔

سورۃالحاقہ،سورۃ العلق،سورہ طٰہٰ اورسورہ حدید کی آیات کا حضرت عمرؓ پر اثر حضرت عمرؓ کاقبول اسلام بھی کلام پاک کی تلاوت سننے کا نتیجہ تھا۔اس بارہ میں روایات میں مختلف واقعات ملتے ہیں۔ایک واقعہ سورۃ الحاقہ کے بارہ میں حضرت عمرؓ خود بیان کرتے ہیں کہ ’’قبولِ اسلام سے پہلے ایک دفعہ میں رسول اللہﷺ کی تلاش میں نکلا تو آپؐ بیت اللہ میں سورۃالحاقہ کی تلاوت کر رہے تھے ۔میں اس کلام کی حسن و خوبی پر متعجب ہوا اور دل میں کہا کہ یہ شخص شاعر نہیں ہوسکتااسی وقت سے اسلام میرے دل میں گھر کرگیا ۔‘‘ (اسد الغابہ جلد2ص197)

دوسرا واقعہ جوحضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا فوری سبب بنا وہ یہ ہےکہ حضرت عمرؓ تلوار سونتے ہوئے آنحضورﷺ کے قتل کے ارادے سے گھرسے نکلے۔ راستے میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ النحام سے ملاقات ہوئی جو آپ ہی کے قبیلہ بنی عدی بن کعب سے تعلق رکھتے تھے اور مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے۔اُنہوں نے پوچھا کہ کہاں کا قصدہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فتنہ کا سدّباب کرنے اور بانی اسلام کے قتل کے ارادے سے نکلا ہوں۔اُنہوں نے کہا پہلے اپنے بہن اور بہنوئی کی تو خبر لو،جو مسلمان ہوچکے ہیں۔ وہ اسی حالت میں سیدھا اپنی بہن فاطمہؓ کے گھر چلے گئے۔ قریب پہنچے توتلاوت قرآن شریف کی آواز سنائی دی۔عمرؓ گھر میں داخل ہوتے ہی کہنے لگے جو کلام تم پڑھ رہے تھے پہلے وہ سناؤ۔ جب بہن نے کچھ پس و پیش کی تو وہ حالت جوش وغضب میں اپنےبہنوئی خباب بن الارت سے دست و گریبان ہوگئے۔بہن چھڑانے کے لئے بیچ میں آئیں تو ان کا بھی لحاظ نہ رہااور اس طرح اپنی بہن اور بہنوئی کو لہولہان کربیٹھے اور انہیں کہا اس دین سے واپس لوٹ آؤ۔ حضرت فاطمہؓ بھی آخر حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔ نہایت استقامت سے بولیں یہ نہیں ہوسکتا۔ اے عمر! تم جو چاہو کرگزرو جتنا مرضی ظلم ڈھالو اسلام اب تو میرے دل میں گھر کرچکا ہے۔ حضرت عمرؓ ایک طرف اپنی بہن کی حالت زار دیکھ کرپشیمان تھے دوسری طرف ان کا آہنی عزم اور استقلال دیکھ کر حیران ۔آخر عمرؓ کا دل پسیج گیا۔کہنے لگےاچھا مجھے کچھ قرآن تو سناؤ۔اس پر سورہ طٰہٰ یا سورہ حدید کی کچھ آیات آپ کو سنائی گئیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید، عظمت و جبروت اور تسبیح و تحمید پر مشتمل تھیں۔ ان آیات نے حضرت عمرؓ کے دل پر جادو کا سااثر کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓاپنی بہن کو زدوکوب کرکے خون آلود کر چکے تو رات کے پہلے حصّہ میں بھی انہیں یہ پڑھتے سنا اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ(العلق:2)اور رات کے آخری حصّہ میں بھی۔ علی الصبح وہ تلوار ہاتھ میں لئے آنحضرتﷺ کی

خدمت میں دارِ ارقم میں حاضر ہوگئے۔ جب دروازہ پر دَستک ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ کو آنے دو۔ حضرت حمزہؓ کہنے لگے اگر وہ غلط ارادے سے آئے ہیں تو اُنہی کی تلوار سے اُن کا کام تمام کردیا جائے گا حضرت عمرؓ اندر آئے،آنحضرت ﷺ نے فرمایا : عمرؓ !کس ارادہ سے آئے ہو ؟ عرض کیا اسلام قبول کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پھرانہوں نے اسی وقت اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توحیداورآپؐ کی رسالت کی گواہی دی توآنحضرت ﷺ نے خوشی سے بآوازبلند نعرہ تکبیر بلند کیا۔

(ابن ہشام جلد1ص343-344۔مجمع الزوائد جلد9ص62)

یہ پہلا نعرہ تکبیر تھا جو مکہ میں حضرت عمرؓ کے ہم آواز ہوکر مسلمانوں نے بلند کیا، جس کی آواز بطحاکی پہاڑیوں میں گونجی۔ یہ واقعہ ساتویں سال نبوت کے قریب کا ہے۔

سورۃالذاریات کی آیات کاحضرت عثمانؓ پر اثر

حضرت عثمانؓ نے بھی بعض قرآنی آیات کی تلاوت رسول کریم ﷺ سے سن کر قبولِ اسلام کی سعادت پائی۔آپؓ اپنے قبول اسلام کا واقعہ خود اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں پہلی دفعہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خالہ سُعدی بنت کریز سے سنا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اللہ کے پیغام کی طرف بُلاتے ہیں اور اُن کا دین غالب آئے گا۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں اس بات نے میرے دل پر گہرااثر کیا۔میں انہی خیالوں میں تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک دوستانہ مجلس میں پوچھ لیا کن سوچوں میں گم ہو؟ میں نےاپنی خالہ کی بات کہہ سنائی اس پر انہیں تبلیغ کا موقع مل گیا۔کہنے لگے اے عثمانؓ! تم حق وباطل میں فرق کرسکتے ہو اور ان اندھے بہرے گونگے بُتوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ فائدہ دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ میں نے کہا بات تو درست ہے ۔ وہ کہنے لگے ’’پھرتمہاری خالہ نے سچ ہی تو کہا ہےاور اگرتمہیں شوق ہے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آکران سے کچھ کلام توسنو۔حضرت ابوبکرؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچادی۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت پیدا کر دی۔

(البدایۃ والنھایۃ جلد7ص223)

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں۔میں اپنی دوسری خالہ اروی بنت عبد المطلب کی عیادت کرنے گیا تووہاں حضورؐ سے ملاقات ہوئی۔آپؐ نے مجھ پر نگاہ ڈالی۔ اس روز آپؐ کی ایک عجیب شان اورکیفیت تھی۔ مجھے فرمایا:عثمان !تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا مجھے تعجب ہے کہ ہمارے درمیان آپؐ کاایک مقام ومرتبہ ہے اس کے باوجود آپ پر کیچڑ اُچھالا جاتا اور مخالفت کی جاتی ہے۔آپؐ نے بڑے جلال سے فرمایا۔ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ خدا جانتا ہے۔ یہ سُن کر میں کانپ گیا۔ پھر آپؐ نے سورہ ذاریات کی وہ آیات تلاوت کیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت یوں بیان ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۔ (الذاریات: 23، 24)

اور آسانوں میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ پس آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم! یہ یقیناً اسی طرح سچ ہے جیسے تم (آپس میں)باتیں کرتے ہو۔

جب رسول خدا ﷺ وہاں سے نکلے تومیں بھی آپؐ کے پیچھے ہو گیا۔آپؐ کی نظرپھر مجھ پرپڑی تو فرمایا :عثمان! خدا کی جنت قبول کرو۔ میں تمہاری اور تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔حضرت عثمانؓ نے اُسی وقت کلمہ شہادت پڑھا اور آپؐ کے دستِ مبارک میں ہاتھ دے کر بیعت کرلی۔

(الاستیعاب جلد1ص573)

سورہ مریم اور سورہ طٰہٰ کی آیات کاشاہِ حبشہ نجاشی پر اثر

شاہِ حبشہ اصحمہ نجاشی نے بھی قرآن پاک کی تلاوت سننے کے بعد قبول اسلام کی توفیق پائی۔مکّی دَور میں حبشہ کی طرف مسلمانوں نے ہجرت کی اور کفار نے ان کا تعاقب کرکے نجاشی شاہِ حبشہ کے دربار تک رسائی حاصل کرکے مسلمانوں کو واپس لانے کی کوشش کی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے چچازاد حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر کےدوران سورہ مریم کی تلاوت کا ان پر بہت اثر ہوا اور انہوں نے مہاجرین حبشہ کو واپس مکہ بھجوانے کی بجائے ان کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کیا۔اس کے بعد جب حضور ﷺ کا خط اُنہیں پہنچا تو وہ احتراماً تخت شاہی سے نیچےاُتر آئے اور رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی آنکھوں سے لگا کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں ۔پھر وہ خط ایک ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں رکھ کر کہا جب تک یہ ہمارے گھرانے میں رہے گا، اہل حبشہ اس کی حفاظت کی بدولت ہمیشہ خیر و برکت پاتے رہیں گے۔نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے جوابی خط میں اپنے قبول اسلام کی درخواست کرتے ہوئے لکھا کہ(اے اللہ کے رسولؐ!) میں آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفرؓکے ذریعہ آپؐ کے ہاتھ پر خدا کی خاطر بیعت کرتا ہوں۔

(الوفاء ابن الجوزی جلد1ص 479،480۔

تاریخ الخمیس جلد 2ص 31 بیروت)

روایات میں آتا ہے کہ نجاشی کے سامنے حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی آیات ذَالِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ (1تا35) اورسورۃ طٰہٰ کی آیات ھَلْ اَتَاكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى (1 تا10) پڑھی تھیں۔

(تفسیر الکشاف جز 6 صفحہ 305 سوۃ المائدۃ زیر آیت واذا سمعوا ما انزل)

9ھ میں جب حضرت نجاشیؓ فوت ہوئے تو رسول کریم ﷺ نےاپنے صحابہؓ سے فرمایا۔تمہارا ایک نیک بھائی نجاشیؓ حبشہ میں فوت ہوگیا ہے ۔آؤ سب مل کر اس کی نماز جنازہ اداکریں ۔

(بخاری ،کتاب فضائل الصحابہ باب موت النجاشی)

یمن کے سردارطفیل بن عمرو پرسورۃ الاخلاص، سورۃالفلق اورسورۃ الناس کا اثر

طفیل بن عمرو الدوسی کا تعلق یمن کے قبیلہ دوس سے تھا۔آپ ایک شاعر تھے۔انہوں نے سورہ اخلاص ،سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت رسول کریم ﷺ سے سُن کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔وہ زمانہ جاہلیت میں دوس قبیلہ کے سردار تھے طفیل بن عمرو اپنے قبیلہ کے علاقہ تہامہ کو چھوڑ کر مکہ کے لئےروانہ ہوئے۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان حق و باطل کی زبردست کشمکش برپا تھی اور فریقین میں سے ہر ایک اپنے اور اپنی جماعت کے لئے اعوان و انصار فراہم کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق و انصاف کے ہتھیار سے کام لے کر لوگوں کو رب کی بندگی کی دعوت دے رہے تھے اور کفار قریش ہر قسم کے حربے استعمال کرکے اس دعوت کی مخالفت و مزاحمت میں جتے ہوئے تھے اور لوگوں کو اس سے باز رکھنے کے لیے ایڑی سے چوٹی تک زور لگا رہے تھے۔ مکہ پہنچ کر طفیل نے محسوس کیا کہ وہ بھی اس سے متاثرہوتے جا رہے ہیں۔حالانکہ نہ تو وہ اس مقصد سے مکہ آئے تھے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کےمابین برپا اس کشمکش کا انہیں وہم و گمان ہی گزرا تھا۔وہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکہ پہنچا تو مجھے دیکھتے ہی سرداران قریش میری طرف لپکے،انہوں نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ میرا استقبال کیا اور بڑی عزت و تکریم سے نوازا۔ پھر ان کے بڑے بڑے سردار اور سربر آوردہ لوگ میرے گرد جمع ہوکرکہنے لگےطفیل! تم ہمارے شہر میں آئے ہو اور یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے ، اس نے ہمارا سارا معاملہ خراب کر کے رکھ دیا ہے۔ اس نے ہماری جمعیت کو منتشر اور ہماری جماعت کوپراگندہ کردیا ہے۔ ہم لوگوں کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم کو اور تمہاری قیادت و سرداری کو بھی وہی خطرہ نہ لاحق ہوجائے جس سے ہم لوگ دوچار ہیں۔ اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم نہ تو اس شخص سے کوئی بات کرنا نہ اس کی کوئی بات سننا کیونکہ اس کی باتوں اور زبان میں بلا کی تاثیر ہے۔ یہ شخص اپنی ان باتوں کے ذریعہ باپ بیٹے ، بھائی اور شوہر بیوی میں تفریق کردیتا ہےطفیل کہتے ہیں خدا کی قسم وہ لوگ مسلسل اس شخص کی عجیب و غریب باتیں مجھے سناتے رہے اور اس کے حیرت انگیز کارناموں سے میری اپنی ذات اور میری قوم کے متعلق مجھے خوفزدہ کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے اس بات کا عزم مصمم کرلیا کہ میں نہ اس شخص سے ملوں گا، نہ اس سے کلام کروں گا، نہ اس کی کوئی بات سنوں گا۔ پھر جب میں خانہ کعبہ کے طواف اور اس میں رکھے ہوئے ان بُتوں سے برکت حاصل کرنے کے لئے مسجد حرام میں گیا جن کی ہم تعظیم و توقیر کرتے تھے تو اس خوف سے کہ کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات میرے کانوں میں نہ پڑجائے میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی۔ مسجد میں داخل ہوا، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں مشغول پایا۔ ان کا طریقہ عبادت ہمارے طریقہ عبادت سے مختلف تھا۔ وہ منظر مجھے بہت اچھا لگا ۔ ان کی عبادت کا یہ طریق دیکھ کر میں فرط مسرت سے جھوم اُٹھا اورایک کشش غیر ارادی طور پر بتدریج مجھےان سے قریب کرتی رہی۔یہاں تک کہ میں اُن کے پاس پہنچ گیا۔شاید خدا کو یہی منظور تھا کہ اُن کی زبان سے نکلنے والے کچھ الفاظ میرے کانوں تک پہنچیں۔چنانچہ میں نے اُن سے ایک بہترین کلام سنا اور اپنے دل میں کہا طفیل! تمہاری ماں تمہارے سوگ میں بیٹھے۔تم ایک سمجھدار اور صاحب بصیرت شاعر ہو، کسی کلام کا حسن و قبح تم پر مخفی نہیں۔ آخر اس شخص کی باتیں سننے میں حرج کیاہے۔ اگراس کی باتیں اچھی ہوں گی تو قبول کرلینا، بری ہوں گی تو ردّ کردینا۔یہ سوچ کر میں وہیں رُک گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر اپنے گھر تشریف لے جانے لگے تو میں بھی اُن کے پیچھے ہولیا، جونہی وہ گھر میں داخل ہوئے میں بھی اندر چلاگیا اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کی قوم کے لوگ مجھےآپ کے دین سے ڈراتے رہے حتٰی کہ میں نے آپ کی باتیں نہ سننے کا پختہ ارادہ کرلیااور اپنے کان روئی سے بند کرلئے تاکہ آپ کی کوئی بات کہیں میرے کانوں میں نہ پڑجائے۔ لیکن یہ اللہ کی مرضی تھی کہ اس نے مجھے آپؐ کی باتیں سنائیں اور وہ مجھے بہت پسند آئیں۔ آپؐ اپنے دین کے بارہ میں مجھے بتائیے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت میرے سامنے پیش کی اور مجھے سورہ اخلاص اور سورہ فلق پڑھ کر سنائیں(ایک اور روایت میں سورۃ الناس کا بھی ذکر آتا ہے)۔ خدا کی قسم اس سے پہلے میں نے اس کلام سے بہتر کوئی کلام سنا تھا، نہ اُن کی باتوں سے بہتر کوئی بات ۔ میں نے اُسی وقت اپنا ہاتھ آگے بڑھادیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا۔

(سیرۃ ابن ھشام جلد1ص382تا384۔السیرۃ الحلبیۃ جلد12ص25۔الخصائص الکبریٰ جلد1ص223)

(باقی آئندہ)

******

وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ آل عمران

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی201 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن(حضرت ملک غلام فریدؓ) ایڈیشن 2003ء

سابقہ سورۃ سے تعلق

اس سورۃ کا اپنے سے پہلی سورۃ (البقرۃ) سے اس قدر گہرا اور مضبوط تعلق ہے کہ ان دونوں کو الظاہرون یعنی دو بہت زیادہ چمکدار کہا جاتا ہے۔ جہاں سورۃالبقرۃ یہودیوں کے باطل عقائد اور رسومات پر روشنی ڈالتی ہےجن کا تعلق موسوی سلسلہ سے ہے وہاں اس سورۃ میں عیسائیت کے باطل عقائد اور اصولوں کا ذکر ہے یہی اس سورۃ کا مرکزی خیال ہے۔

اس سورۃ کا نام اٰل عمران ہے یعنی عمران کا خاندان عمرِان یا عمّران حضرت موسیٰ اور ہارون کے والد تھے ۔ انہی (حضرت موسیٰ اور ہارون)کے خاندان سے حضرت مریم کا تعلق تھا جو حضرت عیسی کی والدہ تھیں۔ جن کے حالات زندگی اور مشن کا تذکرہ اس سورۃ میں کیا گیا ہے۔ سورۃ آل عمران کے مضامین کا سورۃ البقرہ کے مضامین سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سورۃ اپنی سابقہ سورۃ کے معاً بعد نازل ہوئی ہو۔ غزوہ احد کے تفصیلی حالات کے تذکرہ سے اس سورۃ کے نزول کا سال 3 ہجری معلوم ہوتا ہے۔

سورۃ اٰل عمران کا سورۃ البقرہ سے تعلق دو طرفہ ہے اول تو اس سورۃ کے مضامین کا سورۃ البقرہ کے مضامین سے بہت گہرا تعلق ہے۔ دوسرا سورۃ البقرہ کے آخری حصہ کا سورۃ آل عمران کے ابتدائی حصے سےبہت مضبوط تعلق ہے۔ دراصل قرآن کریم کے مضامین کا تسلسل دو طرح کا ہے ایک تو جو مضمون کسی سورۃ کے آخر میں بیان ہو اُسی کا تسلسل اگلی سورۃ میں پایا جاتا ہے دوسرا پہلی سورۃ کے جملہ مضامین کا اعادہ اگلی سورۃ میں ہوتا ہے یہی دو طرفہ تعلق سورۃ البقرہ اور اٰل عمران میں پایا جاتا ہے۔

اجمالاً سورۃ اٰل عمران کے مضامین کا سورۃ البقرہ سے تعلق اس تفصیل پر مبنی ہے کہ کن وجوہات کی بنیاد پر نبوت موسوی سلسلہ سے اسلام کو منتقل ہوئی۔ سورۃ البقرہ کا مرکزی مضمون یہودیوں کی اخلاقی گراوٹ ہے جو قدرے تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ جبکہ سورۃ البقرہ میں عیسائیت پر بہت کم روشنی ڈالی گئی ہے کیونکہ اس سورۃ کا مرکزی خیال سلسلہ موسوی ہے ۔

سورۃ البقرہ میں یہودیوں کے عقائد کا تفصیلی بطلان کا ذکر کرنا مگرعیسائیت کا تفصیلی ذکر نہ ہونا اس غلط فہمی میں مبتلا کر سکتا تھا کہ اگرچہ یہودیت اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو چکی ہے مگر عیسائیت حق پر قائم ہے اس لئے بظاہر ایک نئے مذہب یعنی اسلام کو متعارف کروانے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے عیسائی عقائد کا بودہ پَن اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ آل عمران کا عنوان

احادیث میں اس سورۃ کے متعدد اسماء مذکور ہیں جن میں الظھراء(روشن)، الامن (سلامتی)، الکنز (خزانہ)، المعینۃُ (مددگار)، المجادلہ (التجاء)، الاستغفار (بخشش طلب کرنا) اورالطیبہ (پاک) شامل ہیں۔

جیسا کہ سورۃ میں عیسائیت کے عقائد کا بطلان مقصود ہے ، بجا طور پر اس کے آغاز میں ہی عیسائیت کی اخلاقی گراوٹ اور اپنا مقام کھو دینے کا ذکر ہے۔ جس کے بعد ایک نئے اور بہتر سلسلہ (اسلام)کو متعارف کروایا گیا ہے۔ دوسری طرف خود عیسائیت کا اپنا حال اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ نئ شریعت کو متعارف کروایا جائے نتیجتاً صفات باری تعالیٰ الحیّی القیّوم کو اس سورۃ کے آغاز میں رکھ کر عیسائیت کے عقائد کا بطلان کیا گیا ہے ۔

ان دونوں سورتوں کے درمیان تعلق کا جو دوسرا پہلو ہے یعنی سورۃ البقرہ کا آخری حصہ اور سورۃ اٰل عمران کا ابتدائی حصہ وہ بھی خوب عیاں ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ کے آخر میں قومی ترقی اور مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی دشمنوں پر فتح کیلئے دعا ہے اور صفات باری تعالیٰ جیسے الحیّی القیّوم کو سورۃ اٰل عمران کے ابتدا میں رکھا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو یہ باور کروایا جاسکے کہ خدا تعالیٰ الحیّی القیّوم ہوتے ہوئے ہمیشہ ان کی مدد کو آئے گا اور اس کی طاقت میں کمی اور تنزّلی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مضامین سورۃ آل عمران

اس سورۃ کا آغاز سابقہ سورۃ کے حروف مقطعات کی طرح الٓمّٓ(میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں) سے ہوا ہے جس کا مقصد اللہ تعالی کی صفت علیم کی طرف توجہ دلانا ہے۔ مزید صفات الحیّی القیّوم کا بیان اس امر کے ثبوت کے طور پر ہے کہ صفت علیم ان صفات کے ذریعہ ثابت ہے جیسا کہ خدا کا الحیّی القیّوم ہونا اس کے علیم ہونے کے ثبوت کے طور پر ہے کیونکہ موت اور تنزل علم میں کمی کا باعث ہوتے ہیں۔

اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ یہود اور عیسائی سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں لہٰذا الٰہی عذاب ان کی پکڑ کرے گا ان کا تورات یا بائیبل کا پیرو ہونا انہیں خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ یہ کتب کیونکہ انسانی خرد برد کا شکار ہو چکی ہیں اسلئے انسانی ضروریات کی متحمل نہیں ہیں۔

بعد ازاں اس سورۃ میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی شمار میں برتری، اسی طرح دنیاوی ترقی کی وجہ سے ہرگز کسی شک میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ یہ دونوں (جنگ کی صورت میں)ان پر برتری نہیں پا سکیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے ہی ان کو نہایت مضبوط حریفوں پرغلبہ عطا کیا ہے جن میں قریش اور دیگر عرب کے کفار قبیلے شامل ہیں ۔ یہی سلوک آئندہ بھی روا رکھا جائے گا۔ نیز یہ بھی کہ ملکی ترقی محض دنیاوی ترقی سے وابستہ نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر اس کا تعلق قومی اخلاقیات سے ہے اور آخر کار کامیابی مسلمانوں کو ہی نصیب ہوگی اگرچہ دنیاوی ترقی میں وہ پیچھے ہیں کیونکہ ان کے پاس اخلاقی اور روحانی اقدار کی بہتات ہے اور وہ ایک سچے مذہب کے پیرو ہیں۔

پھر یہ سورۃ اسلام کے دشمنوں کو یہ باور کرواتی ہے کہ مسلمانوں پر ان کی قومی ترقی اور اقدار میں ظاہری برتری کا خیال بودا ہے۔ مزید ان کو بتایا گیا ہے کہ غلط عقائد اور بداعمال کی وجہ سے وہ جزا سزا کے فطرتی قانون کو نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ اس سے چھٹکارا آسان نہیں ہے۔ پھر اس مضمون کی راہ استوار کی گئی ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی اس میں مضمر نہیں ہے کہ وہ دوسری قوموں کے طرزعمل کی تقلید کریں اوربلکہ انہیں سختی سے اسلام اور اسوہ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ اس کے بعدعیسائیت کے ابتداء کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ جس کی تردید اس سورۃ کا مرکزی خیال ہے۔ اس کے بعد اہل کتاب کویہ توجہ دلائی گئی ہے کہ مسلمان بھی ان کی طرح توحید پر قائم ہیں پھر وہ اپنی تمام تر قوت اور صلاحیتیں ان کے ساتھ لڑائی پر کیوں خرچ کر رہے ہیں جبکہ دونوں کو مل کر کفار کو توحید کی تبلیغ کرنی چاہیئے جسے وہ دونوں مانتے ہیں اور دیگر عقائد میں اختلاف کی مناسب حد بندی ہونی چاہیئے۔

پھرعیسائیوں کو مخاطب کر کے یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اب انہیں یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ خدا کے مقرب ہیں۔نیز وہ اس کی محبت اور فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے اگر وہ اس نئے دین (اسلام) کی مخالفت کریں گے۔ ان سے پوچھا گیا ہے کہ آخر کیونکر وہ اس بات پر ایمان لانے کے بعد کہ دین وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے ، اس قانون کی تردید کرسکتے ہیں؟

پھر اہل کتاب سے مزید پوچھا گیا ہے کہ جن امور کی بابت وہ مسلمانوں سے جھگڑا کرتے ہیں وہ بےوزن ہیں کیونکہ ان امور میں سے بعض ان کے آباؤ اجداد کے نزدیک بھی جائز اور درست تھے۔

پھر اس مضمون کی وضاحت کی گئی ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مساوی اور یکساں مقام رکھتے ہیں۔ جب خانہ کعبہ کی بنیادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھیں تو پھر بنی اسرائیلیوں کا محض غیرضروری اختلافات کی بنیاد پر مسلمانوں سے جھگڑے کا کیا حق ہے ۔پھر مسلمانوں کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اہل کتاب ان کی مخالفت میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اگر انہیں کوئی موقع ملا تو وہ ضرور انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ مگر مسلمان گمراہ نہ ہوں گے کیونکہ وہ خدا کے فضل کے متحمل ہیں۔ انہیں(مسلمانوں کو) اہل کتاب کی طرف سے سخت مخالفت اور ظلم اور تعدی کا سامنا ہوگا جسے انہیں صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے اور خدا سے تعلق مضبوط کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیئے اور آپس میں اتحاد اور اتفاق پیدا کر کے عیسائیوں کی طرف سے ہونے والے حملوں کے دفاع کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اس وقت کے آنے سے پہلے ان کو زیادہ سے زیادہ تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کی تعدادبڑھانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر مسلمانوں کو اس فریب سے ہوشیار کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ لڑائی کی صورت میں یہودی مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ درحقیقت یہودی مسلمانوں کوخوفزدہ کرنے اوردبانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ یہودیوں کے متعلق متنبہ کرنے کے باوجود اس سورۃ میں اہل کتاب کی بعض اچھائیوں کو نظر انداز نہیں کیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سب اہل کتاب برے نہ ہیں۔ ان کے درمیان بھی کچھ اچھے لوگ موجود ہیں اس لئے اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ہی غم پہنچے گا۔ ایسے ہی لوگوں سے مسلمانوں کو دوستانہ تعلق رکھنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ ان کے مکروہ ارادوں سے بچا جا سکے۔

پھر غزوہ بدر کے بارے میں تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ نہایت کمزوری کے حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ا ن کو مشرکین مکہ پر ایک نہایت واضح فتح نصیب کی ہے اور یہی معاملہ اہل کتاب کے ساتھ مقابلہ پر بھی ہو گا۔ خدا کا رحم اور فضل ان کے مقابل پر بھی مسلمانوں کے شامل حال رہے گا۔ (بدر سے مراد چودھویں صدی بھی ہے جب اسلام نہایت کمزوری کی حالت میں ہوگا اور ایسی ہی عظیم الشان فتح تائید الٰہی سے دوبارہ نصیب ہوگی ۔ یہ پیشگوئی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوئی ۔از قلم مترجم)

اہل کتاب اپنی طاقت اور مادی ترقی کے لئے سود پر انحصار کرتے ہیں۔ لیکن سودی کاروبار ،اخلاقیات پر برا اثر ڈالتا ہے۔ سود لینے کی وجہ سے وہ خدا کے رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں اور کفارہ کے عقیدے اور توبہ قبول نہ کرنے کے عقیدے کی وجہ سے خدا کو بھی اپنے جیسا ظالم قرار دیتے ہیں۔پھر مسلمانوں پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مناسب حال قربانیاں پیش کریں اور اپنی طاقت کے مطابق ظاہری سامان مہیاکریں۔ اور اپنی زندگی کے مشن (غلبہ اسلام) کو خدا پر چھوڑ دیں۔

بعد ازاں اس سورۃ میں نہایت ہی اہم اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ آنحضور ﷺ محض ایک رسول ہیں اگر آپ وفات پاجائیں یا شہید ہوں (گو الٰہی وعدوں کے مطابق شہید ہونا ممکن نہیں) تومسلمانوں کو دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے اور اسلام کے متعلق کسی شک و شبہ میں نہیں پڑنا چاہئے۔کیونکہ اسلام اپنی کامیابی اور ترقی کے لئے کسی فرد واحد پر انحصار نہیں کرتا خواہ وہ کیسا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو۔ایک اور ضابطہ اخلاق جس کی طرف مسلمانوں کے نگرانوں کو توجہ دلائی گئی یہ ہے کہ ان کو عام مسلمانوں سے پہلے سے زیادہ نرمی کا سلوک کرناچاہئے اور ان کے جذبات کا احترام کرنا چاہئے تاکہ دشمنوں کو ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور اختلاف پیدا کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

مزید یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایسے(اہم) مواقع پر جملہ امور باہمی رائے (شوریٰ) سے طے کئے جائیں۔پھر مسلمانوں کو یہ باور کروایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم پیغمبر ان میں بھیج کر ان پر احسان عظیم کیا ہے۔اُنہیں آپ ﷺ کی پیروی کرنی چاہئے اور امن کے راستوں میں روکیں ڈالنے والوں سے دور ہٹ جانا چاہئے۔یہ سورۃ اس اصول کو بھی بیان کرتی ہے کہ خدا کے راستہ میں شہید ہونے والے کو خاص عزت و احترام سے نوازا جائے۔انہوں نے اپنی موت کے ذریعہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی ہے۔اور پیچھے رہ جانےوالوں کا حوصلہ بڑھایا ہے۔

ایک دفعہ پھر اہل کتاب کاذکر کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایسی اخلاقی گراوٹ میں مبتلا ہیں کہ ایک طرف وہ خدا کے (چنیدہ قوم) کہلائے جانے کا دعویٰ کرتے ہیں اوردوسری طرف اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کتراتے ہیں۔مسلمانوں کو اس سے ایک سبق حاصل کرنے کا حکم دیاگیا ہے۔ان کی اس اخلاقی گراوٹ کو مزیدیوں بیان کیاگیا ہے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں ایک ایسے پیغمبر کی بیعت کا حکم دیاگیا ہےجو ان سے ایک بہت بڑی قربانی کا مطالبہ کرے۔یہ سورۃ بتاتی ہے کہ ان کے درمیان ایسے رسول بھیجے گئے مگر انہوں نے ان پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

بعدازاں مسلمانوں کو قربانی کے لئے ابھارا گیا ہے۔یہ کہتے ہوئے کہ یہ نہایت احمقانہ خیال ہوگا کہ وہ قومی ترقی کے لئے قربانی کرنے سے پیچھے ہٹیں۔پھر انہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کے ایمان کا ایک سخت امتحان ہوگا اور ان کو یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ وہ خون اور آگ سے گزرے بغیر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔اگلی چند آیات میں مومنوں کی کچھ خاص صفات اور خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہےاور انہیں کچھ دعائیں سکھائی گئی ہیں جو قومی ترقی اور کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔اس سورۃ کا اختتام ایسے ضابطہ اخلاق پر کیا گیا ہے جب پر عمل پیراہو کر مسلمان اس زندگی میں بھی کامیاب و کامران اور غالب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ کی رضا پاسکتے ہیں۔

****

مظفر احمد دُرّانی

قرآن کریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت شان

قرآن ،حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت اور مقام عالی کا پوری صداقت کے ساتھ پرچار کرتا ہے

قرآن کریم نے دائمی اور عالمی شریعت ہونے کے ناطے تمام صداقتوں کو اپنے اندرسمیٹا اورہر اچھائی کو اچھا کہنے کی تعلیم دی ہے۔ لیکن کسی کی بُرائی کے بیان میں احتیاط اختیار کرنے اور دوسروں کے اعتقادات اور احساسات کو ٹھیس نہ پہنچانے کی ہدایت فرمائی ہے۔چنانچہ فرمایا کہ تم اُنہیں جنہیں دوسرے لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، گالیاں نہ دو۔ نہیں تو وہ دُشمن ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ (الانعام:109)

باہمی مفاہمت و مؤانست کے لئے قرآن کریم نے یہ ایک بہترین اُصول بیان فرمایا ہے کہ تم دوسروں کو بُرا بھلا نہ کہو تا تمہیں اُن کی طرف سے بھی دِلآزار باتیں نہ سننی پڑیں۔ اسی اُصول کے پیشِ نظر قرآن کریم نے دوسرے مذاہب خاص طور پر اہلِ کتاب کو متفقّہ اُمور وعقائد میں اتحاد واتفاق کی دعوت دی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی شان کو حق وصداقت کے ساتھ خوب اُجاگر کیا ہے۔عیسائی مذہب زمانہ کے لحاظ سے اسلام کے نزدیک ترین ہے۔اسی لئے قرآن کریم نے اس کا ذکر نہایت عزت وصحت کے ساتھ کیا ہے۔

حضرت مریمؑ ،صدیقہ تھیں

قرآن کریم حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا ذکر نہایت ادب واحترام سے کرتے ہوئے اُن کی بہت اعلیٰ تربیت کا ذکر کرتا ہے۔(آلِ عمران:83-84) اور اُن کی عصمت وعفت اورپاکدامنی کی گواہی دیتا ہے جنہوں نے تقویٰ وطہارت سے زندگی بسر کی۔(التحریم:13) اور اُنہیں صدیقہ کے خطاب سے نوازا ہے جس کے معنی بہت سچی اور الٰہی صداقتوں کی تصدیق کرنے والی خاتون کے ہیں۔(المائدۃ:76)

حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش

قرآن کریم کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو باکرہ ہونے کی حالت میں کلمۃ اللہ کی بشارت دی جس کا نام خود المسیح عیسیٰ بن مریم رکھا۔ حضرت مریمؑ نے اس پر بہت تعجّب اور حیرانگی کا اظہار کیا کہ میں باکرہ ہوں، مجھے کسی بھی مرد نے چھوا نہیں، پھر میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ اس پر خدائے قادر نے جواب دیا کہ وہ اس بات پر قادر ہے اور امر کُن سے ہی وجود میں لا سکتا ہے۔ (آلِ عمران:46تا 48)

پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ،حضرت مریمؑ کے بطن سے معجزانہ طور پر بغیر کسی باپ کے محض الٰہی تصرّف سے پیدا ہوئے تھے۔ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تشبیہ دے کر اچنبھے کی بات کو حل کرتے ہوئے فرمایا : یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کا حال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کے حال کی طرح ہے جسے اُس نے خشک مٹی سے پیدا کیا ۔ پھر اُس کے متعلق کہا کہ تو وجود میں آ جا تو وہ وجود میں آنے لگا۔ (آلِ عمران:60)

پھر قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کو تسلیم کیا ہے جن کی وجہ سے آپ کو اپنے وقت کے لوگوں پر ایک روحانی برتری حاصل تھی۔ جو کہ صرف کھیل تماشا نہیں تھے بلکہ باذنِ الٰہی اپنے اندرحقیقت ،معنویت اور روحانیت لئے ہوئے تھے۔

حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے معزّز نبی تھے

قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو دُنیا وآخرت میں صاحبِ منزلت اور خدا کا مقرّب قرار دیا ہے۔(آلِ عمران:46) جنہیں وقتِ مقررہ پر مقام نبوت ورسالت سے سرفراز کیا گیا۔ (مائدہ:76) جس کا دعویٰ آپ نے علی الاعلان فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے نبی بنایا ہے۔(مریم:31) آپ کی پیدائش،وفات اور دوبارہ جی اُٹھنے کے دنوں اور وقتوں کے ساتھ عافیت وسلامتی مقدر کر دی گئی ہے۔ (مریم:34)

مخالفت میں بھی حفاظت

انبیاء سے استہزاء ان کی زندگیوں کا لازمی حصہ اور صداقت کی ایک علامت ہوتا ہے۔(یٰس:31) چنانچہ یہی کچھ آپ سے بھی وقت کے علماء وفقہاء اور فریسیوں نے کیا اور ہر طرح کی مخالفانہ چالوں کو آزمایا۔ طعن وتشنیع کی اور قاتلانہ منصوبے بنائے۔ ایسے خطرناک اور تکلیف دہ حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی تائید ونصرت کی تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ یہ دُشمن تجھے قتل کرنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھ کہ یہ اپنے مکروں کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہیں گے اور میں تجھے دُشمنوں کے ہاتھوں سے بچا کر نارمل(Normal) حالات میں طبعی وفات دوں گا ۔ اگرچہ یہ دُشمنانِ حق تجھے صلیب پر مار کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تجھے باعزت مقام ومرتبہ دیتے ہوئے تجھے اپنے پاس رفعت وقربت عطا کروں گا۔ اگرچہ یہ لوگ روزِ اول سے اپنے الزاماتِ رذیلہ سے تجھے بدنام کرنا چاہتے ہیں مگر میں تجھے اُن کے تمام الزامات سے بَری کروں گا اور مطہّر ٹھہراؤں گا۔ تیرے منکر تجھے اور تیرے پیروکاروں کو تباہ وبرباد کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تیرے اتباع کا تیرے منکرین پر قیامت تک غلبہ مقدر کر دوں گا ۔ (آلِ عمران:56)چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام نے سنتِ انبیاء کے مطابق خدا تعالیٰ کی تائید وپناہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرتے اور حق کی منادی کرتے ہوئے کامیاب زندگی گزاری۔ (المومنون:51)

عزت کی موت

آپ کی وفات کے بارے میں یہودیوں نے تو یہ نعرہ لگایا ہی تھا کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔(النساء:158) لیکن افسوس کہ عیسائیوں نے بھی اس بات کو قبول کر لیا کہ مسیح صلیب پر فوت ہو کر ہمارے لئے لعنتی بنا ۔ (گلتیوں:باب3 آیت13)

لیکن قرآن کریم نے اس موقع پر بھی اپنی عظمت کی برتری کا ثبوت دیا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی موت سے مبرّا قرار دیکر اُن کی طبعی باعزت وفات اور خدا کی طرف رفعت کا ذکر کر کے آپ کی شان کو دوبالا کردیا ہے ۔ (آلِ عمران:56) کیونکہ بائبل میں ہی لکھا ہے کہ ” جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔“(استثناء باب:21 آیت:23) پس قرآن کریم نے پُرزور الفاظ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی لعنتی موت کی تردید فرمائی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلّقین کا بھی احترام

قرآن کریم نے تو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلّقین کا بھی عزت واحترام سے ذکر کیا ہے۔ آپ کے حواریوں کا ذکر کیا تو اُنہیں انصاراللہ (یعنی اللہ کے دین کے مددگار) قرار دیا اور مومنوں کو ہدایت کی کہ وہ بھی اُنہیں کی طرح انصاراللہ بن جائیں۔(الصف:15) اور آپ کے ماننے والوں کو محبت کے اعتبار سے مومنوں کے قریب ترین قرار دیا۔ (مائدہ: 83)

پس قرآن کریم تو حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت اور مقام عالی کا پوری صحت وصداقت کے ساتھ پرچار کرتاہے اور قرآنی تعلیم کی روشنی میں ہی کوئی مسلمان اس وقت تک کامل الایمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ تمام انبیاء پر ایمان لانے کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام پر بھی ایمان نہ لائے۔

*****

مبارک احمد منیر۔ برکینا فاسو



قرآن کریم کا مختصر اجمالی تعارف

اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے دُنیا میں مختلف شریعتیں اُتارتا رہا ہے۔چنانچہ آخری الٰہی شریعت جو کامل ہدایت کے ساتھ نازل ہوئی وہ قرآن کریم ہے۔قرآن کریم کے معارف ہر عقل اور ہر طبقہ اور زمانہ کے لئے ہیں ۔یہ تمام قوموں کی رہنمائی اور تمام دُنیا کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لئے کئی اسباب پیدا کئے جس کی وجہ سے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔جیسے قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی اس کو تحریر میں لانا، پھر ہزاروں صحابہؓ کا ساتھ ساتھ حفظ کرتے چلے جانا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے کہ دُنیا میں لاکھوں مسلمان ایسے مل جائیں گے جن کو قرآن مجید حفظ ہے۔دُنیا میں کہیں بھی بائبل کا حافظ نہیں ملے گا۔چنانچہ اگر دُنیا سے بائبل ختم ہوجائے تو اُس کو دوبارہ لکھنے والا کوئی نہ ملے گا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے کہ اگر پوری دُنیا میں قرآن کریم ناپید ہوجائے تو تین دنوں میں اس کو دوبارہ لکھا جاسکتا ہے۔ پھر قرآن کریم کی معنوی حفاظت کے لئے بھی ہر دَور میں اللہ تعالیٰ کے مجدّدین آتے رہے ہیں ،جنھوں نے اس کی معنوی حفاظت کی اور جب بھی اس پر حاشیہ چڑھنے لگے تو انہوں نے اللہ سے ہدایت حاصل کر کے مسلمانوں کو صحیح تعلیمات دیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ جو اُس نے قرآن کریم میں کیا تھا ۔ اِنَّانَحۡنُ نَزَّلۡنَاالذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ(الحجر:10)کو سچ کر دکھایا۔

خاکسار اس مضمون میں قرآن کریم کااجمالاً تعارف کروائے گا۔

قرآن کریم کے نام

قرآن کریم کے بہت سے ذاتی اور صفاتی نام ہیں۔

ذاتی نام

قرآن (ق:1)، فرقان (الفرقان:2)، التنزیل (الشعراء: 193-194) الذکر (الحجر:10) ، الکتاب (الدخان:3-4)

صفاتی نام

نور (النساء:175) ، شفاء (بنی اسرائیل :83) ، ھدیً (فصلت:45) ، موعظہ (یونس:58) ، رحمۃ (الاسراء:83) ، عزیز (حم السجدہ :42) ، مبارک (الانعام:101)، الحکیم (یس:3)، بیان (آل عمران:139)، الروح (الشوریٰ:53)، بصائر (الانعام:105)، العظیم (الحجر:88)،کلام اللہ (التوبہ :7) اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں۔

قرآن کریم کے نزول کی تاریخ اور تقسیم قرآن

قرآن کریم رمضان کے مہینہ میں نازل ہونا شروع ہوا۔تاریخ طبری کی جلد دوم میں اس پر مختلف روایا ت آئی ہیں جس میں ذکر ہے کہ پیر کے دن رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوناشروع ہوا اور تاریخ کے بارہ میں تین روایا ت کا ذکر ہے کہ بعض کے نزدیک 17رمضان تھا ، بعض کے نزدیک18رمضان تھا اور بعض کے نزدیک 24رمضان تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ’’جہاں تک معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے چوبیسویں رمضان کو وہ جو دُنیا کو چھوڑ کرعلیحدگی میں چلا گیا تھا،اُسے اُس کے پیدا کرنے والےاُس کی تربیت کرنے والے اُس کو تعلیم دینے والے اور اُس سے محبت کرنے والے خدا نے حکم دیا کہ جاؤ اور جاکر دُنیا کو ہدایت کا راستہ دکھاؤ‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2ص392)

قرآن کریم کی تقسیم کئی طرح سے کی گئی ہے تاکہ قاری اپنی سہولت کے ساتھ اس کو پڑھ سکے۔قرآن کریم 30سپاروں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ قاری اسے آسانی سے ایک مہینہ میں دور مکمل کرسکے۔ایک پارہ پھر آگے رُبع اور نصف میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر پارہ میں دو نصف اور چار رُبع ہوتے ہیں ۔ قرآن کریم میں 114سورتیں پائی جاتی ہیں۔قرآن کریم کی سُورتوں کے نام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ہی رکھے گئے ۔چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’میرا اپنا یقین یہی ہے کہ سُورتوں کے نام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھے گئے ہیں‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول ص 50)

اس کے علاوہ اس کی سات منازل ہیں یعنی ہر منزل ایک دن پڑھ کر سات دنوں میں قرآن مجید ختم کیا جا سکتا ہے۔پہلی منزل سورہ فاتحہ سے سورہ نساء تک، دوسری منزل سورہ مائدہ سے سورہ توبہ تک،تیسری منزل سورہ یونس سے سورۃ النحل تک،چوتھی منزل سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان تک ،پانچویں منزل سورہ شعراء سے سورہ یٰس تک،چھٹی منزل سورۃ الصّٰفّٰت سے سورہ حجرات تک اور ساتویں منزل سورہ ق سے سورۃ الناس تک ہے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد16ص337)

قرآن کریم میں 558رکوع ہیں۔آیات کے بارہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ جماعتی چھپے ہوئے قرآن کے مطابق 6348آیات ہیں اور الفاظ 86430 ہیں ۔آیات میں فرق کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ غیر احمدیوں کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کا حصہ نہیں ہے ۔اس کے علاوہ ایک وجہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بیان فرمائی ہے ۔ ’’سورتوں کے شروع میں جو رکوعوں کی یا آیتوں کی تعداد دیجاتی ہے۔اُس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ رکوع رسول کریم ﷺ نے بنائے ہیں ۔ یا یہ کہ آیتوں کی تعداد آپؐ نے بتائی ہے۔رکوع بہت بعد میں بنائے گئے ہیں اور آیات کی گنتی کے متعلق بھی اختلاف ہے اور اس کی بنیاد نحوی قواعد پر ہے۔کسی شخص نے کسی مقام پر مضمون کو مکمل قرار دے لیا ہے اور کسی نے کسی جگہ پر اور اس کی وجہ سے آیتوں کی تعداد میں آئمہ میں اختلاف ہوگیا ہے ۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد3ص2)

عام طور پرہر قرآن کریم میں ان سورتوں کے ناموں کی لسٹ مل جاتی ہے۔ اس جگہ صرف ان سورتوں کا ذکر کیا جائے گا جن کے کئی نام احادیث میں آئے ہیں۔

ایک سے زائد سورتوں کے نام

سورۃ الفاتحہ

سورۃ الصلوٰۃ،سورۃ الحمد،ام القرآن،القرآن العظیم،السبع المثانی، الشفاء،ام الکتاب،الرقیہ،سورۃ الکنز

(تفسیر کبیر جلد اول ص2،3)

سورہ البقرہ

سنام القرآن،الزھراء

(مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن و سورہ البقرہ)

سورہ آل عمران

الزھراء،الامان،الکنز،المجادلۃ،الطیبہ،المعینہ

(مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن و سورہ البقرہ)

سورہ توبہ

سورہ براءۃ،سورۃ الفاضحۃ ،سورۃ المبعثرۃ،البحوث

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن لامام قرطبی)

سورہ بنی اسرائیل

الاسراء (ترجمہ قرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

سورۃ الفاطر

سورۃ الملائکۃ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ،اتقان)

سورہ مومن

غافر (تفسیر جلالین)

سورہ محمد

سورہ قتال (Five volume commentary)

سورہ حٰم سجدہ

سورہ فصلت (Five volume commentary)

سورہ حشر

سورہ بنی نضیر (تفسیر ابن کثیر،بیان القرآن جلد دوم)

سورہ قلم

سورہ ن (بیان القرآن جلد دوم)

سورۃ الدھر

سورۃ الانسان (Five volume commentary)

سورہ عبس

الصاخۃ سفرۃ (بیان القرآن جلد دوم)

سورۃ اللہب

سورۃ المسد (تفسیر الجامع لاحکام القرآن لامام قرطبی)

سورہ قریش

سورہ لایلف (تفسیر کبیر جلد 10)

سورۃ الکافرون

سورہ مقشقشۃ

(تفسیر کبیر جلد 10ص388۔بیان القرآن جلد دوم)

سورۃ اخلاص

سورۃ تفرید، سورۃالتجرید، سورۃالتوحید، سورۃالنجاۃ، سورۃالولایۃ، سورۃالمعرفۃ، سورۃالمعوذۃ، سورۃالصمد، سورۃالاساس، سورۃالمانعہ، سورۃالمحضر، سورۃالبراءۃ، سورۃالنور، سورۃالامان، سورۃالجمال، سورۃالمقشقشۃ، سورۃ المذکرہ، سورۃ المنفرۃ

(تفسیر کبیر جلد 10)

نزول کے حساب سے پہلی 5سورتیں

سورہ علق،سورہ قلم،سورہ مزمل،سورہ مدّثر،سورہ لہب

(تفسیر کبیر جلد 10ص496)

قرآن کریم کی نزول کے لحاظ سے پہلی اور آخری آیت

ابتدائی آیات

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ۔خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ......

(العلق:2،3)

آخری آیت

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ......

(المائدہ : 4)

مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد

مکی سورتیں 86ہیں اور مدنی سورتیں 28ہیں۔

قرآن کریم میں استعمال ہونے والے مقطعات

الٓمّٓ (اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ) سورہ بقرہ

الٓمّٓصٓ (اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ صَادِقُ الۡقَوۡلِ) سورۃ الاعراف

الر (اَنَا اللّٰہُ اَرٰی) سورہ ھود
کھیعص (اَنْتَ کَافٍ وَھَادٍ یَاعَلِیْمُ یَاصَادِقُ) سورہ مریم
طٰہٰ (طَیِّبٌ۔ ھَادِیٌ) سورہ طٰہٰ
طسم (طَیِّبٌ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ) سورۃالشعراء
طس (طَیِّبٌ۔سَمِیْعٌ) سورۃ النمل
یٰس (یَاسَیِّد) سورہ یٰس
ص (صادق القول) سورہ ص
حم (حَمِیْدٌ۔مَجِیْدٌ) سورۃ المومن
حم عسق (حَمِیْدٌ۔ مَجِیْدٌ۔ عَلِیْمٌ۔ سَمِیْعٌ۔ قَدِیْرٌ) سورۃالشوریٰ
ق (قَدِیْرٌ) سورہ ق
ن (ن یعنی دوات) سورۃ القلم
ان میں سے بعض مقطعات کئی سورتوں میں بار بار استعمال ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کی جمع و تدوین

نبی کریم ﷺ نے خود الہام الٰہی کے ماتحت قرآن کریم کو جمع کیا اور وحی الٰہی کے مطابق ترتیب دے کر او رلکھوا کر محفوظ کیا۔رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مندرجہ ذیل چیزوں پر قرآن کریم لکھا جاتا تھا۔

پتھروں کی چوڑی اور پتلی سلوں پر ، اُونٹوں کے مونڈھوں کی چوڑی گول ہڈیوں پر،چمڑے کے کافی باریک پارچوں پر ، بانس کے ٹکڑو ں پر، درخت کے چوڑے اور صاف پتوں پر ، کھجور کی شاخوں کی چوڑی جڑوں اور کھجور کے جڑے ہوئے پتوں کو کھول کر اُن کی اندرونی جانب اوربعض جگہ کاغذ پر بھی کتابت کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابوبکرصدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت زید بن ثابتؓ سے جو کاتب وحی تھے اس لکھے ہوئے قرآن کریم کی جز بندی کرواکر صحیفہ کی شکل میں محفوظ کیا۔بالآخر حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں اسی صحیفۃ الٰہی کی حجازی عربی میں چند نقلیں کروا کر ایک ایک کاپی اسلامی ممالک میں بھجوائی اور اس طرح قرآن کریم کو دُنیا میں پھیلا یا۔

قرآن کریم کے ابتدائی کاتبین وحی

زید بن ثابتؓ ،اُبی بن کعبؓ ،عبداللہ بن سعد بن ابی سرح،زبیر بن العوامؓ،خالد بن سعید بن العاصؓ،ابان بن سعید بن العاصؓ،حنظلہ بن الربیع الاسدیؓ،معیقیب بن ابی فاطمہؓ،عبداللہ بن ارقم الزہریؓ،شرجیل بن حسنہ ؓ، عبداللہ بن رواحہؓ،حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمر ؓ ،حضرت عثمانؓ،حضرت علیؓ ۔ (دیباچہ تفسیر القرآن ص407،408)

قرآن کریم پر اعراب

قرآن کریم پر ابتداء سے اعراب نہیں تھے بلکہ یہ بعد میں لگائے گئے ہیں کیونکہ ابتداء میں اسلام صرف عرب تک محدود تھا چنانچہ جب اسلام عجمیوں تک پہنچا تو ان کے لئے پڑھنے میں مشکل پیش آئی اور بعض دفعہ وہ غلط بھی آیت پڑھ جاتے تھے چنانچہ ان کی آسانی کے لئے اعراب لگائے گئے اور علم نحو کی بھی بنیاد پڑی۔ اس کی تاریخ کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ ابو الاسود اپنے گھر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیٹی قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کو اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ پڑھ رہی ہے۔آیت کے معنی تو یہ ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ہی مشرکوں سے بیزار ہیں مگر رَسُوْلُہٗ کی بجائے رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے یہ معنے بن جاتے ہیں کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی گویا پیش کی جگہ زیر پڑھنے سے آیت کے کچھ کے کچھ معنے ہوگئے ۔ وہ گھبرائے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا ہمارے ملک میں اب بہت سے عجمی لوگ آگئے ہیں اور ہماری بیٹیاں بھی اُن سے بیاہی گئی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری زبان خراب ہوگئی ہے۔ میں ابھی اپنے گھر گیا تھا تو میں نے اپنی بیٹی کو ....پڑھتے سنا۔اگر اسی طرح غلطیاں شروع ہوگئیں تو طوفان برپا ہو جا ئیگا۔ اس کے انسداد کے لئے ہمیں عربی زبان کے متعلق قواعد مدوّن کرنے چاہئیں تاکہ لوگ اس قسم کی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں۔ حضرت علیؓ اس وقت گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں باہر تشریف لے جارہے تھے ۔آپؓ نے فرمایا: ٹھیک ہے ۔چنانچہ اسی وقت آپؓ نے بعض قواعد بتلائے اور پھر فرمایا: اُنْحُ نَحْوَہٗ وَنَحْوَہٗ اس بنیاد پر اَور بھی قواعد بناؤ۔ چنانچہ اسی بناء پر اس کو علم نحو کہا جاتا ہے۔پس قرآن کریم کی صحت کے لئے علم صرف اور نحو ایجاد ہوئے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9ص 272)

قرآن کریم 7 قرآت میں نازل ہوا ہے

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم 7قراء توں میں نازل ہوا ہے۔چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’عرب کے مختلف قبائل میں لب ولہجہ کا اختلاف پایا جاتا تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ بعض حروف کو پوری طرح ادا نہیں کرسکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف قراء توں میں قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت دیکر اُن تمام اختلافات کو مٹا دیا۔اس طرح قرآن کریم ایک عالمگیر کتاب بن گئی جس کو مختلف لہجہ رکھنے والے عرب بھی آسانی سے پڑ ھ سکتے تھے اور وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ کتاب ہماری زبان میں ہی نازل ہوئی ہے۔اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فَاقْرَءُوْا مَاتَیَسَّرَ مِنْہُ یعنی جو طریق تم پر آسان ہو اس کے مطابق پڑھو ....قراء توں کا تعلق صرف تلفظ کے ساتھ ہے معانی کے ساتھ نہیں اور اگر کسی جگہ تلفظ سے کوئی وسعت بھی پیدا ہوتی ہے تو اصل معنوں میں فرق نہیں پڑتا ۔اصل حکم وہی رہتا ہے جو قرآن کریم دینا چاہتا ہے ‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6ص415)

قرآن کریم کے 7 بطن

قرآن کریم ہر زمانہ کے لئے اپنے مطالب کھولتا چلا جاتا ہےاور یہی سب سے بڑا قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ یہ ہر طبقہ اور ہر زمانہ کی ضروریات پوری کرتا ہے جس کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا کہ قرآن کے سات بطن ہیں ۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کے سات بطن سے مُراد سات عظیم الشان ذہنی اور عقلی اور علمی تغیّرات ہوسکتے ہیں اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر ایسے تغیّر میں قرآن کریم قائم رہے گااور کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ ہمارے زمانہ کی ضروریات کو قرآن پورا نہیں کرتا .... قرآن کے سات بطن ہیں اس سے ضروری نہیں کہ یہی مراد ہو کہ سات ہی بطن ہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ دس ،بیس ،پچاس، سو، ہزاردو ہزار بطن ہوں۔کیونکہ عربی زبان میں سات کا عدد کثرت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ کے معنے یہی ہیں کہ خداتعالیٰ نے انسانی ترقیات کے لئے ہزاروں بلندیا ں پیدا کی ہیں ۔ غرض فرمایا کہ قرآن کریم کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ یہ ہر زمانہ کے لئے کافی ہوگا۔ اس میں ہر زمانہ کے خیالات پر بحث موجود ہوگی ۔ اگر اس زمانہ کے لوگوں کے خیالات غالب ہوں گے تو ان کی تردید کی جائے گی اور اگر صحیح ہوں گے تو تائید کی جائے گی۔

(تفسیر کبیر جلد 7ص666)

پھر مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے کئی بطن ہیں ۔ایک بطن تو قرآن کریم کا یہ ہے کہ کسی آیت کے معنے کرتے وقت اُس کے سیاق وسباق کی تمام آیات کو دیکھا جاتا ہے اور اس کے معنے سیاق وسباق کی آیات کو مدّنظر رکھ کر کئے جاتے ہیں۔کیونکہ اگر سیاق و سباق کو مدّنظر نہ رکھا جائے تو معنوں میں غلطی کا امکان ہوتا ہے۔پھر ایک بطن یہ ہے کہ کسی آیت کے معنے کرتے وقت اس کے کچھ آگے آنے والی آیتوں اور کچھ پیچھے آنیوالی آیتوں کو دیکھا جاتا ہے اور اُن کے معنوں میں تطابق کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔پھر ایک بطن یہ ہے کہ جس آیت کے معنے مطلوب ہوں اس ساری سورۃ کو دیکھا جائے پھر ایک بطن یہ ہے کہ کئی سورتوں کو ملا کر اخذ کئے جاتے ہیں ۔پھر ایک بطن یہ ہے کہ سارے قرآن مجید کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔اسی طرح اور بھی بعض بطن ہیں ....بعض دفعہ ایک مضمون کا تعلق ابتدائی سورتوں کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض دفعہ بعد والی سورتوں کے ساتھ پھر ایک معنے کسی آیت کے منفرداً ہوتے ہیں اور ایک معنے دوسری آیتوں سے ساتھ ملا کر کئے جاتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 7ص292، 293)

قرآن کریم میں ذکر کئے گئے انبیاء کے نام

حضرت ابراہیمؑ،حضرت اسماعیلؑ،حضرت اسحاق ؑ،حضرت یعقوبؑ، حضرت نوح ؑ،حضرت داودؑ،حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ،حضرت یوسفؑ،حضرت موسیٰؑ،حضرت ہارونؑ،حضرت زکریا ؑ،حضرت یحییٰؑ، حضرت الیاس ؑ ،حضرت الیسعؑ،حضرت یونسؑ،حضرت لوط ؑ ،حضرت عیسیٰ ؑ،حضرت آدمؑ،حضرت صالح ؑ، حضرت ھودؑ،حضرت شعیبؑ ، حضرت ادریسؑ،حضرت ذالکفلؑ،حضرت محمد ﷺ

قرآن کریم میں وہ سورتیں جو انبیاء کے نام پرآئی ہیں

سورہ یونس ،سورہ ہود،سوہ یوسف،سورہ ابراہیم ،سورہ محمدؐ،سورہ نوح

قرآن کریم میں 4 دفعہ رسول اللہ ﷺ کا نام آیا ہے

آل عمران:145،سورۃ الاحزاب:41 ،سورہ محمدؐ :3،سورۃ الفتح :30

قرآن کریم میں تباہ شدہ اقوام کا ذکر

قوم نوح (حضور نوح کی قوم) قوم عاد (حضرت ھودؑ کی قوم)
قوم ثمود،قوم اصحاب الحِجر (حضرت صالح ؑکی قوم)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’عاد ایک بہت بڑی قوم تھی جو تمام شمالی اور جنوبی عرب پر قابض تھی ۔ قرآن کریم نے عاد کا زمانہ قوم نوحؑ کے بعد بتایا ہے (اعراف ع9)...مگر اُس قوم نے بھی جب ھودؑ کامقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے تباہ کردیا ۔یہی حال ثمود کا ہوا جس نے قوم عاد کی جگہ لی تھی ۔اس قوم کا مرکز ی مقام حِجر تھا جو مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان تھا........اصحاب الرس کے بارہ میں مفسرین میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے ۔ لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ثمود کے بعد ہوئی ہے کیونکہ وَقُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ سے معلوم ہوتا

ہے کہ اس جگہ ترتیب مدّنظر ہے اور بحر محیط نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔کیونکہ اُس میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول لکھا ہے کہ یہ قوم ثمود کا حصہ تھی (تفسیر بحر محیط جلد 6 ص 498)اور چونکہ ثمود عاد کا آخری حصہ تھے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ثمود کی قائم مقام تھی۔" (تفسیر کبیر جلد6ص 502,501)

قوم سباء (یمن میں قوم)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ"سبا ایک شخص کا نام تھا اس کے دس بیٹے تھے۔ اسی کے نام پر ایک شہر تھا یمن میں" (حقائق الفرقان جلد سوم ص432)

قوم لوط (حضرت لوطؑ کی قوم)

اصحاب الرس (قوم ثمود کی بچی ہوئی قوم جو حضرت صالح ؑ کے ساتھ آگئی اور ان میں بت پرستی شروع ہوگئی)

قوم مدین (حضرت شعیبؑ کی قوم جو شہر کے حصہ میں رہتی تھی)

اصحاب الایکۃ (حضرت شعیب کی قوم کا حصہ جو جنگل میں رہتا ہے)

قوم تبع (یمن میں رہنے والی قوم جو اصل میں قوم سبا کے جدّ امجد تھے۔تبع وہاں کے بادشاہوں کا لقب تھا جیسے ایران کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ تھا)

قوم الیاس

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "الیاس کی جمع الیاسین بھی ہوتی ہے اور یہودی اور اسلامی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ الیاس تین ہیں۔ ایک الیاس ؑ جو حضرت موسیٰؑ سے پہلے گزرے تھےاور ایک یحیٰؑ جن کا نام پیشگوئی میں الیاس آیا تھا اور حضرت مسیح ؑ نے بھی ان کو الیاس قرار دیا ہے اور ایک آخری زمانہ میں آنے والا جو مسیح موعودؑ سے پہلے اسی طرح ظاہر ہونا تھا جس طرح مسیح ناصریؑ کے لئے یحیٰؑ تھے۔یہ الیاس حضرت سید احمد بریلوی تھے جن کی قبر اس وقت بالا کوٹ ضلع ہزارہ میں ہے۔" (تفسیر صغیر ص745)

قوم ابراہیم، بنی ا سرائیل

اصحاب الفیل (یمن کے لوگ جو ابرہہ کی سرکردگی میں خانہ کعبہ پر حملہ کرنے آئے تھے)

قوم فرعون (حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانے والی قوم) دیگر اقوام کا ذکر

عرب ، رومی قوم ،قریش ، یاجوج ماجوج ، قوم یونس ، اصحاب الاخدود ، عیسائیت،یہود،اصحاب الکہف،اصحاب الرقیم ، مہاجرین ، انصار ، کفار ، مومنین ، اہل یثرب

قرآن میں مختلف شخصیات کا ذکر

طالوت، جالوت ، سامری ، عمران، ہاروت و ماروت ،لقمان، مریمؑ، زیدبن حارث،ذوالقرنین،خضر،ہامان،آزر، قارون،فرعون، ابولہب، فرعون،شیطان

قرآن میں شہروں اور جگہوں کا ذکر

مدینہ، مکہ، مسجد حرام،مسجد اقصیٰ،مسجد ضرار، مشعر الحرام،مصر،طور سیناء ، عرفات،یثرب

قرآن میں مندرجہ ذیل جانوروں کا ذکر ہے

سلویٰ یعنی تیتر(البقرہ:58)،بعوض یعنی مچھر (البقرہ :27)،ذباب یعنی مکھی (حج:74)،النحل یعنی شہد کی مکھی(النحل:69)، عنکبوت یعنی مکڑی (عنکبوت :42)،جراد یعنی ٹڈی دل(الاعراف:134)،فیل یعنی ہاتھی (الفیل:2)،غراب یعنی کوّا (المائدہ :32)،ابابیل یعنی پرندے(الفیل:2)،نمل یعنی چیونٹی(النمل:19)،فراش یعنی ٹڈیاں (القارعہ :5)، قمل یعنی جوئیں(الاعراف:134)، الضفادع یعنی مینڈک (الاعراف:134)،قردۃ یعنی بندر(البقرہ :66)،البغال یعنی خچر(النحل :9)،غنم یعنی بکریاں (الانعام:147)،نعجۃ یعنی دُنبی (ص:24) ذئب یعنی بھیڑ(یوسف :15)،بعیر،جمل یعنی اُونٹ (یوسف66،الاعراف 41) قسورۃ یعنی شیر ببر(المدثر:52) ، خیل ، جیاد،صافنۃ یعنی گھوڑے (النحل :9، ص:52)،بقرۃ یعنی گائے (البقرہ :71)، عجل یعنی بچھڑا (ھود:70)،حیۃ یعنی سانپ (سورۃ طہ :21)، ثعبان یعنی اژدھا (الاعراف:108)، حمار،حمیر یعنی گدھا (النحل:9،البقرہ :260) ،خنزیر یعنی سؤر (البقرہ :174) کلب یعنی کتا (الاعراف:177)،نون ،حوت یعنی مچھلی (الانبیاء :88، الکہف:64)

قرآن کریم میں پھلوں اور سبزیوں کا ذکر

النخل،جنیا یعنی کھجور(المائدہ :142)،الزیتون یعنی زیتون (المائدہ :142)

الرمان یعنی انار (المائدہ :142)،الاعناب یعنی انگور (الرعد:5)

طلح یعنی کیلے (الواقعہ :30)،التین یعنی انجیر (التین :2)،بقل یعنی ترکاری (البقرہ :62) قثاء یعنی ککڑی (البقرہ :62)، یعنی گندم (البقرہ :62)،بصل یعنی پیاز (البقرہ :62)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں" (ملفوظات جلد اول ص542)

"قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے ۔وہ حَکم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور وہ مُہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔اس نے تمام دلیلیں جمع کردیں اور دُشمنوں کی جمعیت کو تتّر بتّر کردیا اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں موجود ہیں اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے ،نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خداتعالیٰ کا نور ہے"

(خطبہ الہامیہ ،روحانی خزائن جلد16 ص103)

پھر فرمایا :"قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ اول مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔اس کے فیوض وبرکات کا در ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایا ں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت ﷺ کے وقت تھا۔علاوہ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شخص کا کلام اس کی ہمت کے موافق ہوتا ہے جس قدر اس کی ہمت اور عزم اور مقاصد عالی ہوں گے اسی پایہ کا وہ کلام ہوگا۔وحی الٰہی میں بھی یہی رنگ ہوتا ہے۔جس شخص کی طرف اس کی وحی آتی ہے جس قدر ہمت بلند رکھنے والا وہ ہوگا اسی پایہ کا کلام اُسے ملے گا۔آنحضرت ﷺ کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت وسیع تھا اس لئے آپ ﷺ کو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رتبہ کا ہے کہ دوسرا کوئی شخص اس ہمت اور حو صلہ کا کبھی پیدانہ ہوگا" (ملفوظات جلد دوم ص40)

******

محمود کی آمین

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا

صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
تونے سکھایا فرقاں جو ہے مدار ایماں
جس سے ملے ہے عرفاں اور دور ہووے شیطاں

یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پہ نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تیرا نبی جو آیا اس نے خدا دکھایا
دین قویم لایا بدعات کو مٹایا

حق کی طرف بلایا مل کر خدا ملایا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرباں ہیں تجھ پہ سارے جو ہیں میرے پیارے
احساں ہیں تیرے بھارے گن گن کے ہم تو ہارے

دل خوں ہیں غم کے مارے کشتی لگا کنارے
قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا

اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
(درثمین)

امتہ القیوم انجم ۔ کینیڈا

قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

قرآنِ کریم ایک ایسا آسمانی صحیفہ ہے جو کامل طاقتوں کے مالک خدا نے کامل انسان یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا۔ یہ کتاب باوجود مختصر ہونے کے نہایت جامع ہے ۔ روحانی یا جسمانی زندگی کی کوئی ضرورت اس سے باہر نہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں ۔ گویا کہ یہ ایک کائنات ہے جس میں دنیا وما فیھا کی تمام حقیقتیں موجود ہیں نیز تمام ضرورتوں کے لئے خاطر خواہ سامان بھی اس میں موجود ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس کے خزانوں کا اندازہ کیا تو بے ساختہ فرمایا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرآنِ کریم کو عالم قرار دینا ایک بہت بڑی حقیقت کو جامع رنگ میں پیش کرنے کے مترادف ہے آپ علیہ السلام زمانے کے امام ہیں اور قرآنِ کریم پر آپ کے تدبر کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ قادیان سے بٹالہ تک کا 11میل کا بیل گاڑی کا سفر اس کی صرف 7 آیات پر غور کرتے ہوئے گزار دیا ۔

کہتے ہیں کہ ہیرے کی قدرایک جوہری کو ہی معلوم ہو سکتی ہے ۔ اس لحاظ سے قرآنِ کریم کے معارف و مطالب اور اس کی وسعتِ گہرائی کا جو اندازہ خود رسولِ پاک ﷺ کو ہوا یا آپ کے بعد آپ کے کامل شاگرد حضرت مسیح پاک علیہ السلام پر یہ حقیقت جس رنگ میں آشکار ہوئی کوئی دوسرا شخص اس کوچہ سے واقف نہیں، اس کے حسن و خوبی سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ خیرکم من تعلم القراٰن وعلمہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآنِ کریم کی عظمت اور شان کو ظاہر کرتے ہوئے کیا ہی خوبصورت رنگ میں فرمایا ہے ’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ تم قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ اسی میں تمہاری زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔‘‘

(کشتی نوح،روحانی خزائن جلد19 صفحہ 18)

قرآنِ کریم وہ پاکیزہ کلام ہے کہ جس کی چند آیات نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ جیسے جابر شخص کے دل میں ایمان کا طوفان برپاکر دیا۔یہ قرآن کریم کی تعلیم ہی تھی کہ صحابہ کرام کے دلوں سےایمان کے سوتے پھوٹ پڑے دراصل یہ ایک حقیقت ہے کہ جس نے بھی اس صحیفۂ قدرت کو اپنے ہاتھ میں لیا ۔مجد اور بزرگی نے اس کے قدم چُومے اور دل یہ کہنے پر مچل اٹھا۔

کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں اس سے سوا یہی ہے

قرآنِ کریم ہر درد کی دوا اور ہر مرض کا علاج ہے اس کی تو صرف ایک سورۃ یعنی سورہِ فاتحہ میں ایسے حقائق و معارف ہیں کہ عہد نامہ قدیم و جدید کی جملہ کتب اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کی روحانی تاثیرات ، اس کی ترتیب، پیشگوئیاں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق رہنمائی ، تعلق باللہ ، اصلاح بین الناس، معاملات، معاشرت، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق جامع تعلیم پر جب نظر پڑتی ہے تو انسان پُکار اٹھتا ہے۔

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

قرانِ کریم ہدایت و رہنمائی کا وہ چراغ ہے جو ابدالاباد تک روشنی دیتا چلا جائے گا۔ یہ رحمتِ عالم سرورِ کائنات ﷺ کے اخلاق کی ہوبہو تصویر ہے اسی لئے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ کان خلقہ القرآن یعنی آپ کے اخلاق قرآنِ کریم کی عملی تفسیر تھے ۔ اس ہدایت کے خوشنما پھول دل و دماغ کو معطر کر دیتے ہیں اور انسانی روح وجد میں آکر بےساختہ کہہ اٹھتی ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

ایک مومن کی تمام تر خواہشات کا محور قرآن ہی ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ الخیرکلہ فی القراٰن یعنی تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں ۔ آج جبکہ ہم کرونا وائرس کی وبا کے باعث گھروں میں وقت گزار رہے ہیں تو کیوں نہ ہم زیادہ سے زیادہ وقت اس پاک کلام کی روشنی سے اپنے دلوں کو منور کرنے میں گزاریں ۔ رمضان المبارک جس میں اس الٰہی نوشتے کا آنحضور ﷺ کے قلبِ مطہر پر نزول کا آغاز ہوا، یہ مہینہ تو خاص طور پر ہمیں اس بار باراور کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب کو سیکھنے اور اس کے مطالب جاننے اور اسے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی طرف متوجہ کرتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خالق و مالک کی طرف سے نازل ہونے والے اس کلام کے حسنِ ظاہری اور جمالِ باطنی کا ایک بہت ہی خوبصورت نقشہ اپنے فارسی اشعار میں بھی کھینچا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں

اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ

اے کانِ حسن میں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق رکھتی ہے تو تو اس خدا کا نور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی مجھے کسی سے تعلق نہ رہا اب تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ اس خدائے فریادرس کی طرف سے تیرا نور ہم تک پہنچا ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 304-305)

****

قرآن ہی دوا ہے

گناہ گاروں کے دردِ دل کی بس اک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے

ہر اک مخالف کےزور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ
یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دیں کا بدخواہ کانپتا ہے

تمام دنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا
ہوا ہے جس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دیا ہے

نگاہ جن کی زمین پر تھی نہ آسماں کی جنہیں خبر تھی
خدا سے اُن کو بھی جا ملایا دکھائی ایسی رہِ ھدیٰ ہے

بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو، انہیں یہ ہے یار سے ملاتا
جواں کے واسطے یہ خضرِ رہ ہے، تو پیر کے واسطے عصا ہے

مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ، ہمیں یہی حکمِ مصطفیٰ ہے

یہ ایک دریائے معرفت ہے لگائے اس میں جو ایک غوطہ
تو اس کی نظروں میں ساری دنیا فریب ہے جھوٹ ہے دغا ہے

خدا سے میری یہ کر شفاعت کہ علم و نور و ھدیٰ کی دولت
مجھے بھی اب وہ کرے عنایت یہی مری اُس سے التجا ہے

رہِ خدا میں ہی جاں فدا ہو ، دلِ عشقِ احمدؐ میں مبتلا ہو
اسی پہ ہی میرا خاتمہ ہو، یہی مرے دل کا مدعا ہے

(کلامِ محمود)

مرسلہ۔صبغۃ اللہ عتیق

حروفِ مقطعات کی تفسیر وتشریح از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

ہرزبان میں کچھ ایسے حروف استعمال ہوتے ہیں جو بعض الفاظ کا مفہوم ادا کرتے ہیں۔اردو میں یہ حروف مخفف کہلاتے ہیں۔قرآن کریم نے بھی اسی اسلوب پر بعض جگہ ایسے حروف استعمال کئے ہیں جن کو مقطعات کہاجاتاہے۔ مثلاً الٓمّٓ،الٓرٰ،یٰسٓ۔

قرآن کریم میں کل30حروف مقطعات ہیں جو29 سورتوں کے آغازمیں آئے ہیں۔اگران حروف کی تکرارنہ کی جائے تو یہ کل 14 حروف ہیں۔

1۔الٓمّٓ 2۔الٓمّٓصٓ 3۔الٓرٰ 4۔الٓمّٓرٰ 5۔کٓھٰیٰعٓصٓ
6۔طٰہٰ 7۔طٰسٓمّٓ 8۔طٰسٓ 9۔یٰسٓ 10۔صٓ 11۔حٰمٓ
12۔ عٓسٓقٓ 13۔قٓ 14۔نٓ

ان کے بنیادی حروف بھی 14حروف ہی ہیں:۔

1۔ھ 2۔ن 3۔م 4۔ا 5۔ل 6۔ک 7۔ی
8۔ع 9۔ص 10۔ط 11۔ق 12۔س 13۔ح 14۔ر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے مختلف مقامات پر ان حروف کی تشریح فرمائی ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

الٓمّٓ

یہ حروف قرآن میں 6سورتوں کے ابتداء میں آئے ہیں۔ہرمقام پرحضورؓنے اس کے مناسبِ حال ترجمہ وتشریح فرمائی ہے۔البقرۃ،آل عمران، الروم، العنکبوت،لقمان،سجدہ

1۔البقرۃ:

تشریح:

اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ۔ حضرت علی و ابن عباس واُبی ابن کعب و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے یہی معنی کے ہیں ۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعودؑ نے بھی ۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے ابن عباس وابن مسعود کی تقلید سے یہ معنی نہیں کئے۔ بلکہ اپنے ذوق وتحقیق سے بیان کئے ۔معنی یہ ہیں۔ میں اللہ بہت جانے والا۔ اَنَا کا پہلا حرف لے لیا۔ اللّٰہ کا درمیانی اور اَعْلَم کا آخری ۔ مجموعی حیثیت سے لوگوں نے طبع آزمائیاں کی ہیں۔ دوسرے معانی بھی اپنے ذوق کے مطابق بیان کئے ہیں ۔ چنانچہ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اس سورۃ میں آدم، بنی اسرائیل اور ابراہیم کا قصہ آئے گا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب الوحی والالہام نے مذکورہ بالا معنی یعنی اَنَا اللّٰہُ اَعْلَم پر زور دینے کے لئے یہ معنی لئے ہیں کہ ہر ایک شے کے لئے علل اربعہ ہوا کرتے ہیں ۔ یعنی (1) علّت غائی (2) علّت صوری (3) علّت بادی (4) علّت فاعلی ۔ اس کے لئے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ علّت غائی ہے اور لَا رَیْبَ فِیْہِ علّت صوری ہے اور ذالکَ الْکِتَابُ علّت مادی ہے اور اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ علّت فاعلی ہے ۔ فَ۔ قبل نزول قرآن بھی زبان عربی میں مقطعات کا ثبوت پا یا جا تا ہے۔ چنانچہ لسان العرب جلد 1 میں یہ دو شعر موجود ہیں

نَادَیْتُھُمْ أَنِ الْجُمُوْدِ اَلَاتَا
قَالُوْا جَمِیْعًا کُلُّھُمْ اَلَافَا
قُلْتُ لَھَا قِفِی فَقَالَتْ قِ

(لسان العرب ، باب تفسیر الحروف المقطعۃ)

اوزانِ طبیہ میں اہل طب مکد بجائے مِنْ کلٍ وَاحِد کے اور محد ثین نے فَا و ثَنَا وحَا اور زمانہ حال میں اہل یورپ نےؔ مقطعات کا استعمال حد سے زیادہ کیا ہے۔

2۔آل عمران

الٓمّٓ۔یہ کلمہ چھ سورتوں کے اوّل میں آیاہے۔اے مثیلِ موسیٰؑ۔ چونکہ ہمارے سرداردوجہاں قرآن مجید میں مثیلِ موسیٰ مانے گئے ہیں اس لئے اکثرقرآن موسیٰؑ کے حالات سے بھرا پڑاہےکیونکہ مثیلؑ کے حالات اصیل کی شرح کرتے ہیں۔

3۔العنکبوت۔میں اللہ بڑاجاننے والاہوں۔

4۔الروم:.میں ہوں اللہ بڑاجاننے والا

5۔لقمان:۔

میں اللہ ہوں جوبذریعہ جبرئیل کے محمدپروحی بھیجتاہوں۔

6۔السجدۃ:۔الٓمّٓ الٓمّٓصٓ(الاعراف)

یہ مقطعہ سورۃ الاعراف کے شروع میں آتاہے۔

تشریح:میں اللہ ہوں بہت جاننے والاالصادق،افضل،اصور۔

اس سورۃ میں نظائرکےذریعہ دلائلِ نبوت دیئےہیں اوراس سورۃ شریف کا نام الٓمّٓصٓ ہےکیونکہ قوم کوننگےطواف کرنےسے روکنےکی تمہیدہےاورکس خوش اسلوبی سے نصیحت فرمائی گئی ہے۔اس سےناصحین کوطرزِنصیحت سیکھناچاہئے۔

الٓرٰ.یہ حروف 5سورتوں کی ابتداء میں بیان ہوئے ہیں۔

1۔یونس:۔

میں اللہ مکرررسالت محمدیہ کے ثبوت میں سورت نازل کرتاہوں۔

تشریح:الر۔یا اَنَا اللّٰہُ اَرٰی۔میں اللہ دیکھتاہوں تمہارےتعلقات جونبی کریم ﷺسے ہیں اوران کے معاملات جوتمہارےساتھ ہیں۔

2۔ھود:۔میں اللہ مکرررسالت محمدیہ پرسورت نازل کرتاہوں۔

3۔یوسف:۔

ہم اللہ ہیں باربار بیان کرتےہیں ثبوت تیری نبوت کا۔

تشریح:آلٓرٰ۔کے معنی اَنَا اللّٰہُ اَرٰی کے بھی ہیں۔تمام انبیاءکا بیان آنحضرت ﷺکے نمونہ کا بیان ہے۔جیسالکھاگیاہے

خوش تر آں باشد کہ سرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

عرب والوں کوسنایاجاتاہےکہ تم میرےایسےہوجیسےیوسفؑ کےلئےان کے بھائی تھے۔پھرسمجھ لوجوہواسوہوا۔

4۔ابراہیم:۔

ہم اللہ ہیں،باربارتیری رسالت پرزوردینےوالےہیں۔

5۔الحجر:۔

میں اللہ ہوں باربار رسالتِ محمدیہ ﷺ کاثبوت دینےوالا۔

الٓمّٓرٰ.یہ مقطعات سورۃ الرعدکےابتداءمیں ہے۔

تشریح:میں اللہ ہوں محمدﷺ کی رسالت کو باربارثابت کرنےوالا۔میں اللہ ہوں جس نے حسبِ الواح موسیٰ رسول موعودپریہ کتاب اُتاری۔

کٓھٰیٰعٓصٓ

یہ مقطعہ سورۃ مریم کے ابتداء میں استعمال ہواہے۔

تشریح: کٓھٰیٰعٓصٓ۔اس میں 5قصوں کی طرف اشارہ ہے 'ک' سے زکریا۔ 'ہ' سے ابراہیم، 'ی' سے یحییٰ، 'ع' سے عیسیٰ، ص سے صدیق یعنی ادریس۔بعض نے کہا کہ فرشتوں کے نام ہیں اوراصل میں 'ک' سے مرادکریم،'ہ' سے ہادی۔'ی' سے علی اور 'ع' سے عظیم۔'ص' سے صادق

طٰہٰ یہ سورۃ طٰہٰ کےابتداء میں آیا ہے۔

ترجمہ:اے نیکیوں میں حرص کرنےوالے مرد۔

تشریح:اس سورۃ میں فضائل رسول اللہﷺکےبکثرت بیان ہوئے ہیں۔

منجملہ اس کے جس مسلم نےآپﷺکودیکھااس نے جھوٹ بولناچھوڑدیا۔

طٰسٓ.یہ سورۃ النمل کےابتداءمیں استعمال ہواہے۔

طورسیناکےمتعلق ایک بات بتلاکر(کہتے ہیں)

تشریح: 'ط' سےلطیف اور 'س' سے سمیع یا ط س سے طورسینا۔

طٰسٓمّٓ

یہ حروف سورہ الشعراءاورالقصص کے شروع میں استعمال ہوئے ہیں۔

1۔القصص :۔

لطیف،سمیع،مجیداللہ کی طرف سےیاطورسیناء کے متعلق۔

تشریح:طٰسٓمّٓ۔لطیف،سمیع،مجیداللہ کی طرف سے یا 'ط' سےطور، 'س' سے سینا، 'م' سےموعودنبی جن کے متعلق طورسیناپرلطیف و سمیع ومجیدخدا نے خبردی تھی۔

2۔الشعراء:۔

تشریح:۔ طسم ۔ط سے طاہر،س سے سمیع،م سے علیم یا محیی۔ یا ط سے طامع،س سے سعید،م سے محمد۔اے محمدﷺ سیّد وُلدِ آدم تو نیکی کا حریص ہے۔

یٰسٓ۔یہ مقطعات سورۃ یٰسٓ کے شروع میں ہے ۔

ترجمہ:اےانسانِ کامل اور سردارِ قابل۔

صٓ

سورۃ صٓ کےشروع میں یہ مقطعہ استعمال ہواہے۔

ترجمہ:ہم ایک صادق کا ذکرکرتےہیں۔

تشریح:صٓ، اللہ تعالیٰ کا اسم شریف ہے۔

حٰمٓ

یہ مقطعات 6سورتوں کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے ہیں۔

1۔المومن:۔

جوہونےوالی بات تھی وہ ہوچکی۔

تشریح:حٰمٓ۔حَمِیدٌ،مَجِیدٌ،اَحْکَمُ الحَاکِمِین و مُحْیِی کی طرف سےکتاب آئی ہے۔

2۔حٰمٓ السجدۃ:۔

ہوچکاجوہونےکاتھافیصلہ۔

تشریح:حفیظ ہےقرآن مجیدکا۔

3 ۔الزخرف:۔

اللہ نےحمایت کی محمدﷺکی۔

تشریح:حمیدوحفیظ۔منزِلِ کتاب

4۔الدخان:۔بات جوہوچکنی تھی ہوچکی۔

5۔الجاثیہ:۔

بہت سی پیشگوئیاں ہیں جن کاوجوداب بوقوع ہوچکا۔

6۔الاحقاف:۔کچھ اور پیشگوئیاں ہیں جن کا وجوداب ہوچکا۔

حٰمٓ عٓسٓقٓ۔یہ مقطعہ سورۃ الشوریٰ میں مستعمل ہے۔

جوبات ہونےوالی تھی وہ ہوچکی۔

تشریح:حٰمٓ۔حَافِظُ الکِتَابِ۔مُنْزِلُ الْکِتَابِ یا حَمِیْدٌمَجِیْدٌ،یا حَامِیْ وَ مُنْتَقِمٌ یاتیراحافظ ہوں(اے)محمدؐ

عٓسٓقٓ (اگر)وعدہ ساعتِ قیامت نہ ہوتا۔

تشریح: ع سے وعدہ،س ساعۃ،ق قیامۃ یا ع سےعلیٌّ،علیمٌ،عظیمٌ، اورعزیزٌ، اور س سےسمیعٌ، اور ق سے قادرٌ،قدیرٌ،قھّارٌ وغیرہ اشاراتِ وحی۔

قٓ۔یہ مقطعہ سورۃ ق کے ابتداء میں ہے،

ترجمہ:ٹھہرکرغورکر۔

تشریح:یاقادرُ۔قدیرکی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے ٹھہرکرغورکر۔

نٓ۔سورۃ ن کی ابتداء اس مقطعہ سے ہوئی ہے۔

ترجمہ:قسم ہےنون کی۔

تشریح:دوات

(درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ترجمہ حضرت مولوی میرمحمد سعیدؓ)

****

حفاظت قرآن

ابتداء سے سنت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو ہدایت اور رشد پانے کے ضروری سامانوں سے کبھی بھی محروم نہیں رکھا ہے۔ تخلیق آدم سے لے کر انسانیت کے اس دور تک کے بارہ میں ہمیں قرآن بتاتا ہے کہ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ
(الفاطر:25)

’’اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔‘‘ اب ان انبیاء نے اپنے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق خدائی مدد اور ہدایت سے اصلاح کی کوششیں کیں اور کامیابیاں بھی پائیں۔ اور رفتہ رفتہ ان انبیاء کے دائرہ اصلاح میں وسعت آتی گئی۔ پھر اجتماعیت کی جانب سفر اپنے اس مقام پر جا پہنچا کہ ساری دنیا کو ایک نبی مخاطب کرے اور اس بارِ عظیم کو اٹھانے اور اس رفیع الشان ذمہ داری کو نبھانے کے لئے قرعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نکلا۔ اور آپؐ کو اس مقصد کے لئے قرآن کریم جیسی کتاب دی گئی۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی آخری کتاب ہے جو کہ قیامت تک کے لئے تمام انسانیت کے واسطے مکمل ضابطہ حیات اور ذریعہ فلاح و نجات ہے۔ اس قدر اہمیت کی حامل کتاب کی حفاظت کے موضوع پر چند سطور ان دلائل کی روشنی میں تحریر ہیں جو دنیا کے سامنے اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کے اپنے دلائل ہیں۔ ان دعاوی کا پتہ ہونا ضروری ہے جو اس بابت اس کتاب میں درج ہیں۔ اس مُنۡزَل مِنَ اللّٰہ کتاب میں خدائے قادر تاکید سے بھرے ہوئے الفاظ میں فرماتا ہے کہ

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: 10)

یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

گذشتہ کتب میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک کتاب کا ایک خاص دور اصلاح ہوا کرتا تھا اور وہ کتب اس خاص زمانے کی ضرورتوں اور پیش آمدہ مسائل کو ہی مخاطب کیا کرتی تھیں اور ان مسائل کا حل بتایا کرتی تھیں اور ایک مخصوص مدت گزرنے کے بعد خدائے قادر کی حکمت بالغہ کے تحت ان کتب کا اثر اور ان میں مذکور مسائل کا حل زمانے کے مسائل کی تعداد اور شدّت سے پیچھے رہ جاتا تھا اور نئی کتاب کا دور شروع ہو جاتا تھا۔ اب قرآن قیامت تک کیلئے بطور قانون اور ضابطہ حیات ہے۔ اس مذکورہ بالا حفاظت قرآن کے وعدہ کے اختتام کی آخری مدت خدا نے مقرر نہیں فرمائی۔ اس دلیل کو پرکھنے کے لئے اس ماحول کا اندازہ کر لینا کافی ہو گا کہ اگر دنیا میں آج حضرت موسیٰؑ کا لایا ہوا قانون یا حضرت عیسیٰؑ کی بتائی ہوئی باتیں بطور قانون اور ضابطہ حیات لاگو کر دی جائیں۔ نیز یہ فخر صرف اور صرف قرآن کو ہی حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کا وعدہ خود خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کیونکہ ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تورات کی حفاظت کا فریضہ ربّانی لوگوں اور احبار کے ذمہ تھا۔ مطالعہ قرآن کے دوران ہم مذکورہ بالا حفاظت قرآنی کے وعدہ کے علاوہ بھی اس کتاب کے اندر ہی اس کی حفاظت کے لئے خاص انتظامات کا متعدد جگہ اور مختلف طریقوں کا ذکر پڑھتے ہے۔ مثلاً خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَقُرۡاٰنَہٗ
(القیامیہ:17)

ترجمہ: یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔

اس قرآن کو جو خدا کی طرف سے نام دیئے گئے ان میں سے الکتاب اور قرآن بھی ہیں، یہ دونوں نام اس کی تا قیامت زبانی اور کتابی شکل میں حفاظت کا پتا دیتے ہیں۔ اور ان ناموں کے معانی کے اندر اس کی حفاظت کی پیش گوئی موجود ہے۔ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البینۃ: 4) کہہ کر اس کی تعلیمات کے دائمی ہونے کا پتہ دیا۔

پھر فرمایا کہ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ (البروج :23) یہ کتاب لوح محفوظ میں ہے۔ اس کے علاوہ قرآن میں متعدد جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے حفاظت قرآن کی ذمہ داری خدا تعالیٰ کے آپ لینے اور آپؐ کو اس کی حفاظت کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد سے روکا گیا ہے۔

حفاظت قرآن کے لئے خدا تعالیٰ نے جو انتظامات فرمائے اس کا مختصر خاکہ کچھ اس طرح پر ہے کہ جو بھی آیات نازل ہوتی تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً کاتب صحابہ کو بلا کر ان آیات کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے اور یہ ساری کاروائی آپؐ کی آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی اور آپؐ اس کے لئے خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ لکھوانے کے بعد اس نازل شدہ حصہ کو سنا بھی کرتے تھے۔ آپؐ نہ صرف خود لکھواتے تھے بلکہ خدائی تفہیم کے مطابق ان کی ترتیب بھی خود مقرر فرماتے تھے۔ اس بات کا تفصیلی نقشہ مستند کتب احادیث میں موجود ہے۔ کتابت وحی کی اس مقدس اور انتہائی اہم ڈیوٹی انجام دینے کی سعادت حاصل کرنے والے اصحابؓ کرام کے اسماء اور ان کی پاکیزہ ذاتی زندگیوں کے واقعات کتب تاریخ کا حصہ ہیں۔

دوسرا بڑاذریعہ خدا نے حفاظت قرآن کے لئے یہ قائم فرمایا کہ مسلمانوں کے اندر اس کتاب کو حفظ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک تو خدانے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں اس کتاب کو حفظ کرنے کا شوق پیدا کر دیا اور دوسرا اس کی عبارت اس قدر خوبصورت، سلیس اور نظم و نثر کے درمیان ہے کہ جو حفظ کرنے کے لئے بہت آسان ہے۔ ہر مسلمان کو نماز کے اندر پڑھنے کے لئے قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ زبانی یاد کرناپڑتا ہے۔ کیونکہ ہر رکعت کے اندر سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا فرض ہے۔

قرآن کے جو نسخے سارے عالم میں پھیلے اور ان کی تعداد بلامبالغہ کروڑوں میں ہے۔ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کبھی بھی قرآن ہی ہے۔ آج کے اس جدید پریس کے زمانہ میں قرآن کے نسخے بلامبالغہ لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں اور ان کی چھپائی میں اغلاط اور ہر طرح کے سقم سے بچنے کے لئے شدید عرق ریزی اور زر کثیر خرچ کر کے اس کی اعلیٰ حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان ممالک میں پورے پورے محکمے اس ڈیوٹی کو سرانجام دیتے ہیں۔ نیز گذشتہ وقتوں میں مسلمانوں کی اس طرف بے پناہ توجہ کا اندازہ ہمیں ان قلمی نسخوں سے بھی ہوتا ہے جو آج کل لائبریریوں کی زینت ہیں۔ اور مسلمانوں میں اس کی کتابت کا اس قدر رواج تھا کہ نہ صرف عوام بلکہ بڑے بڑے بادشاہ بھی اس کی کتابت نہایت محبت اور جانفشانی سے کیا کرتے تھے۔

قرآن کی حفاظت پر ایک گواہ وہ تبلیغ قرآن ہے جو انتہائی قلیل عرصہ میں بڑے خطہ زمین پر پھیل گئی۔ دیگر مخالف اقوام کو اس کی تعلیمات کا بخوبی علم ہو گیا۔ جن تک اس کی تعلیم پہنچی وہ لاکھوں کروڑوں تھے اور ان کا حلقہ بہت وسیع ہے قرآن کی تبلیغ و اشاعت مشرکین کے سامنے ہوئی۔ یہود و نصاریٰ، مجوسی اردگرد تھے اور اس قرآن کے اندر ان کے عقائد کا ذکر ہے۔ اگر ایک بات بھی ان کی طرف ایسی منسوب کی جاتی جو ان میں موجود نہ تھی تو فوراً بول اٹھتے سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں بحث کے بعد لکھتا ہے کہ

..Since what we now have, though possibily corrected and modified by himself, is still his own.

اب جو قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ گو یہ بالکل ممکن ہے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے زمانہ میں خود اس کی غلطیاں درست کی ہوں۔ اور بعض دفعہ خود ہی اس میں بعض تبدیلیاں بھی کر دی ہوں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ اب اس زمانہ تک وہی قرآن ہے۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں دیا تھا۔

(THE LIFE OF MOHAMET by SIR WILLIAM MUIR Page 562)

یہ تو ظاہری حفاظت کا معاملہ ہے۔ حفاظت کی اقسام کے موضوع پر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ۔

اب حفاظت دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو حفاظت ظاہری اور ایک حفاظت معنوی۔ جب تک دونوں قسم کی حفاظت نہ ہو کوئی چیز محفوظ نہیں کہلا سکتی .... ایک کتاب جس کے اندر لوگوں نے اپنی طرف سے کچھ عبارتیں زائد کر دی ہوں یا اس کی بعض عبارتیں حذف کر دی ہوں یا جس کی زبان مردہ ہو گئی اور کوئی اس کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو یا جواس غرض کے پورا کرنے سے قاصر ہو گئی ہو جس کے لئے وہ نازل کی گئی تھی، محفوظ نہیں کہلا سکتی کیونکہ گو اس کی حفاظت بھی صرف معنیٰ کی حفاظت ہی کے لئے کی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم کی حفاظت سے مراد اس کے الفاظ اور اس کے مطالب دونوں کی حفاظت ہے۔‘‘

(دعوت الامیر، انوارالعلوم جلد7 صفحہ380)

خدا تعالیٰ نے اس معنوی حفاظت کے میدان کو بھی تشنہ نہ چھوڑا اور گزشتہ چودہ سو سال میں کوئی وقت بھی ایسا نہ گزرا کہ جس میں ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نہ کوئی روحانی فرزند اپنی تمام خداداد طاقتوں اور استعدادوں کے ساتھ اس راہ میں مصروف عمل نظر نہ آتا ہو۔ ان سب محافظین قرآن کا سردار خدا نے (حضرت) مسیح موعودؑ کی شکل میں کھڑا کیا جس نے آکر بڑے عظیم الشان اعلانات کئے اور حفاظت قرآن کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے اعلان عام کیا کہ قرآن کی کوئی آیت، کوئی نکتہ، حتیٰ کہ اس کا کوئی شعشہ بھی منسوخ یا ناقابل عمل نہیں ہے بلکہ قرآن کریم مکمل محفوظ اور خدا کی طرف سے تا قیامت قابل عمل تعلیم کا مجموعہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے بطور حکم اور عدل اعلان کیا کہ وبان القرآن المجید بعد رسول اللّٰہ محفوظ من تحریف المحرفین و خطأ المخطین۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ21)

’’اور اس وجہ سے کہ قرآن مجید آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب تک تحریف کرنے والوں کی تحریف اور خطا کاروں کی خطاؤں سے پاک ہے۔‘‘

خدا تعالیٰ نے نزول قرآن سے لے کر آج تک اس کتاب کی ظاہری اور معنوی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا اس کے بکمال ایفاء کا حال تو ہمارے سامنے آگیا مگر اب کبھی کسی کو اس قرآن کی حفاظت پر شبہ ہو تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ اس انقلاب آفرین اصول علم الکلام کی رو سے پہلے اپنی الہامی کتاب کا محفوظ ہونا ثابت کرے۔ کیونکہ اس وقت تک کسی دوسرے کی طرف کوئی الزام منسوب کرنا ہرگز درست نہیں اگر وہی اعتراض خود اپنے پر پڑ رہا ہو۔ اس اصول کے مطابق کسی بھی اور کتاب کا ماننے والا قرآن کی ظاہری یا معنوی حفاظت وثقاہت پر اعتراض نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے قبل اسے اپنی کتاب کی حفاظت کا کم از کم وہ معیار ثابت کرنا ہو گا جو قرآن کریم کو حاصل ہے۔ اور اس قدر اعلیٰ حفاظتی معیار کی حامل اور حفاظت کے خدائی وعدوں کی حامل کتاب اس وقت روئے زمین پر صرف اور صرف قرآن حکیم ہی ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

****

حافظ مسرور احمد

رمضان المبارک اور قرآن کریم

حفاظ کرام کے لیے ضروری پیغام

ماہِ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ ماہِ رمضان کا قرآن کریم سے گہرا تعلق ہے اور حفاظ کارمضان اور قرآن سے ایک خاص تعلق ہے۔یہ بابرکت مہینہ حفاظ کے لیے خصوصاً بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔حفاظ کے لیے یہ ایک قسم کا ریفریشر کورس ہوتاہے۔اس سے فائدہ اٹھا کر حفاظ اپنا حفظ صحیح اور پختہ رکھ سکتے ہیں۔اس میں حفاظ کرام کے حفظ کو قائم اور پختہ رکھنے کے لیے حیرت انگیز انتظام فرمادیاگیاہے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم ہررمضان میں قرآن کریم کا ایک دور حضرت جبرائیل کے ساتھ مکمل فرماتے ۔

(بخاری ،کتاب فضائل القرآن،باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبیﷺ)

سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور کرنے کی عادت بہت مبارک ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں آپؐ کے زمانہ سے چلی آرہی ہے ، اس کے علاوہ نفل نماز میں بھی قرآن کریم کا ایک دور ہے۔ یہ مبارک عادت حضرت عمرضی اللہ عنہ کے دور میں نماز تراویح کی شکل میں باقاعدہ جاری ہے۔ صدیوں سے اس پر عمل ہو رہا ہے کہ ماہ رمضان میں دنیا کی بڑی مسجد میں حفاظ کرام امامت کرتے ہیں اور قرآن کریم سناتے ہیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

”ہر رمضان میں ساری دنیا کی ہر بڑی مسجد میں سارا قرآن کریم حافظ لوگ حفظ سے بلند آواز کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ ایک حافظ امامت کراتا ہے اور دوسرا حافظ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے تا کہ اگر کسی جگہ بھول جائے تو اس کو یاد کرائے۔ اس طرح (اس ایک ماہ میں ہی) ساری دنیا میں لاکھوں جگہ پر قرآن کریم صرف حافظہ سے دہرایا جاتاہے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن ، صفحہ:277)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور توحضرت جبرائیلؑ کے ساتھ کرتے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مرتبہ قرآن کریم پڑھتے اور اس کے دورمکمل فرماتے تھے۔پس رمضان کے بابرکت ایام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر حافظِ قرآن کو قرآن کریم کارمضان میں کم از کم ایک دور ضرور کرنا چاہیے۔اور خاص توجہ کے ساتھ قرآن کریم کونمازِ تراویح میں سنانا چاہیے اور ایک دور تراویح میں ضرور مکمل کرنا چاہیے ۔ صحیح معنوں میں اس سے ہی اس کا حفظ صحیح اور پختہ رہے گا ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

”رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے۔ جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے، وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے درمیان گزر جائیں ---لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کرکے رکھ دیا ہے۔اورہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے ہیں۔بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہواہے اس لیے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس فاصلے کورمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خداتعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 343)

قرآن کریم یاد رکھنے کا بہترین طریق
نمازوں اور نوافل میں تلاوت کی کثرت

حافظ قرآن کے لیے قرآن کریم کویادرکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ نمازوں میں دھراتا رہے بلکہ باقاعدگی سے روزانہ ایک پارہ یاحسب استطاعت نمازوں میں تلاوت کیا جائے اور اس کو دستورالعمل بنا لیا جائے اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اس پر اگر مداومت کی جائے گی تو انشاء اللہ قرآن کریم یاد رہے گا اور نماز میں تلاوت کاالگ ثواب بھی حاصل ہو گا۔نوافل میں کثرت سے تلاوت ہمیشہ ہمارے اکابر کامعمول رہا ہے اس لیے اس پر عمل کرنا زیادہ مفید ہے۔

حفظِ قرآن کریم کوقائم رکھنے کا طریق یہ ہے کہ ایک تو روزانہ پانچ وقت نمازوں میں قرآن کریم کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کولازم پکڑا جائے اور دوسرے نمازِتہجد میں قرآن کریم کی زیادہ مقدار میں تلاوت کی جائے۔ تلاوت کرتے ہوئے ایک ہی حصہ بار بار تلاوت نہ کیا جائے بلکہ قرآن کریم کے مختلف حصے تلاوت کیے جائیں تا کہ سارا قرآن کریم دہرائی کے عمل سے گزر سکے یعنی مختلف سورتیں یا آیات بدل بدل کر پڑھی جائیں یا ترتیب کے ساتھ ہر رکعت میں پڑھا جائے توقرآن کریم کو یاد رکھنے کا یہ طریق بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوتا ہے۔

حفظ کے لیے فجر کا وقت سب سے زیادہ مفیداور مقبول ہے:

قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے صبح سحری کا وقت سب سے زیادہ مفید ہے۔ پس ہرحافظ کوچاہیے کہ روزانہ بوقت فجر قرآن کریم کو یادکرے اورمنزل دہرائے۔ سحری کے وقت ذہن فارغ اور طبیعت میں یکسوئی ہوتی ہے ۔پس جو کوئی بھی حفظ کرنا چاہے تو ایسے وقت حفظ کرے جب اس کا دل اور ذہن کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو ۔اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت خاص طور پر تلاوت کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا

(بنی اسرائیل :79)

ترجمہ: اور فجر یعنی صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا لازم سمجھ اور صبح کے وقت قرآن کریم پڑھنا ایک مقبول عمل ہے۔

صبح کو پڑھنا اس لئے بھی بابرکت ہوتا ہے کہ سچا قاری سارا دن قرآن کی ہدایات کے مطابق گزارتا ہے اور اس کو گزارنا بھی چاہئے گویا” دست باکاردل بایار“ کا سامان ہوتا ہے۔ اگر اِس نیت سے تلاوت کی جائے تو معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ ہر شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے اس دنیا کو خوبصورت بنا دے۔

حافظ روزانہ رات سونے سے پہلے قرآن کا کچھ حصہ التزاماً پڑھے:

حفظِ قرآن کو قائم رکھنے کے لیے ہر حافظ کو چاہیے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے قرآن کریم کا کچھ حصہ التزاماً پڑھے ۔ اس سلسلہ میں آنحضرتﷺ کے ارشادات پیش ہیں:

- مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْبَقَرَةِ عِنْدَ مَنَامِهِ لَمْ يَنْسَ الْقُرْآنَ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِهَا وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَهَا وَثَلاَثٌ مِنْ آخِرِهَا. قَالَ إِسْحَاقُ لَمْ يَنْسَ مَا قَدْ حَفِظَ۔

(سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل أول سورة البقرة وآیۃ الکرسی)

ترجمہ: جو شخص رات سونے سے پہلے سورۃ البقرۃ کی دس آیات تلاوت کرے گا اُسے قرآن کریم کبھی نہ بھولے گا ۔چارآیات شروع والی المفلحون تک، ایک آیۃ الکرسی، دو اِس کے بعد والی ،اور (سورۃ البقرۃ)کی تین آخری آیات (آخری رکوع) ۔

- عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَيَقُولُ إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ۔

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل ”سورالمسبحات“ یعنی سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ حدید،سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ،سورۃ تغابن اور سورۃ اعلیٰ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے بڑھ کر ہے۔ (ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما یقال عند النوم)

- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ لاَ يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ (الم تَنْزِيلُ) وَ (تَبَارَكَ الَّذِى بِيَدِهِ الْمُلْكُ)

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الملک)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کرنے سے پہلے نہ سوتے تھے۔

حفظ کرنے کے بعد دہرائی ضروری ہے

حفظ کو محفوظ رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ بار بار دہرایا جائے۔ایک حافظ قرآن کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لیے بہت دہرانا پڑتا ہے۔ پس حفظ کو محفوظ رکھنے کا طریق یہی ہے کہ حفظ کرنے کے بعد اس کی مسلسل دہرائی کی جائے تاکہ حفظ قائم رہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّياً مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهَا

(مسند احمدبن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، جزء اول صفحہ423)

ترجمہ: قرآن کریم کوبار بار دہرائو کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں سے اس سے بھی جلدی چھوٹ کر نکل جاتا اور زائل ہو جاتاہے جیسے بندھے ہوئے جانور۔

حفظ کیاگیاقرآن کریم (منزل)یاد رکھنے کے لیے ضروری نصائح:

احادیث میں حافظ کوحاملِ قرآن یعنی قرآن کریم کا بوجھ اٹھانے والا کہا گیا ہے۔ پس حافظ قرآن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے

ظاہری الفاظ کی حفاظت کرے،اس کو یاد رکھے اور اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوکر اس کی تعلیمات کی بھی حفاظت کرے ۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو حفظ تو کرا دیتے ہیں اور اس کو فخر کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں مگر اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ یہ بچہ اس دولت کی قدروحفاظت بھی کر سکے گا یا نہیں ؟ مثلاًحفظ کرنے کے بعد دنیاوی تعلیم یا دیگر سرگرمیوں کی ایسی مصروفیت ہو جاتی ہے کہ حافظ دہرائی چھوڑ دیتا ہے یا سرسری تھوڑا سا پڑھ لیتا ہے۔ اس طرح ساری محنت پر پانی پھر جاتا ہے۔

پس والدین کی ذمہ داری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو بچہ کو قرآن کریم کی اہمیت کے اعتبار سے یاد بھی کرواتے رہیں اور دہرائی بھی کرواتے رہیں تا کہ کسی بھی کام میں مصروف ہونے کے باوجود بچہ کے ذہن و دل میں قرآن کریم کی محبت اور اہمیت اجاگر رہے اور وہ دہرائی کو ایک مقدس فریضہ سمجھ کر اس سے کبھی بھی غفلت نہ برتے۔

یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جو حافظ دہرائی نہیں کرتے،قرآن کریم آہستہ آہستہ ان کے ذہن سے محو ہو جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بہت سا حصہ بالکل بھول جاتا ہے۔ اس حصہ کو دوبارہ یاد کرنے کے لیے سخت ترین محنت اور مشقت کرنا پڑتی ہے۔اس لیے طلبا اور والدین خصوصاً یہ بات مد نظر رکھیں کہ حفظ کرنا ہے تو اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے ساری زندگی تیار رہیں۔ اس طرح کہ حفظ کرکے اس کو یاد بھی رکھیں اور بعد میں مسلسل دہراتے رہیں۔

- اس سلسلہ میں والدین پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بچے کو حفظ کروانے کے بعد اس بات کی فکر کریں کہ وہ حفظ کو یاد بھی رکھے اور بعد میں مسلسل دہرائی کرتا رہے۔یہ بڑی بھاری ذمہ داری والدین پرعائد ہوتی ہے کہ وہ اپنافرض ادا کریں تبھی تو وہ ان انعامات اور برکات کے وارث بنیں گے جن کی خوشخبری احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔
- حافظ قرآن کو روزانہ دو پارے منزل دہرانے کی کوشش کرنی چاہیے یا کم از کم ایک پارہ منزل یاد کرنے کا معمول زندگی بھر رکھنا چاہیے ۔ ہرماہ قرآن کریم کا ایک دور کم از کم ضرور مکمل کرنا چاہیے۔
- ماہ رمضان میں نماز تراویح میں مکمل قرآن سنانے کادورکرنا چاہیے۔ اس کے لیے اچھی اوربھرپور تیاری ہونی چاہیے جس سے حفظ بہت پختہ رہے گا۔
- دوحافظِ قرآن ساتھی مل کرایک دوسرے کو منزل سنائیں اوراس طرح قرآن کریم کا دور کریں تو زیادہ مفید رہتا ہے۔
- روزانہ باقاعدگی سے تلاوت حدرکے طریق پر منزل کی دہرائی کی جائے۔ دہرائی کے لیے ایک وقت مخصوص کر لیا جائے تو مناسب رہتا ہے۔
- حفاظ کرام کو ترتیل کے ساتھ روزانہ تلاوت یعنی حسن قراءت کی مشق بھی کرنی چاہیے۔
- حفظ کرنے اور قائم رکھنے کے لیے دعاایک بنیادی کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنی کامیابی کے لیے باقاعدہ دعائیں کریں۔
- دعا ختم القرآن۔اللّٰھم ارحمنی بالقران ---- بہت جامع اور عظیم دعا ہے۔اس کوالتزاماً روزانہ پڑھیں ۔
- قرآنی دعائیں بھی کثرت سے پڑھیں۔

******

ایڈیٹر کے قلم سے

جواہرات کی تھیلی۔ اللہ کا نور



آدابِ تلاوتِ قرآن

جو قرآن نے خود سکھلائے ہیں۔

1۔لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ۔ (الواقعہ : 80)

پاک و صاف اور مطہر لوگ ہی اس کو چھوئیں ۔ یعنی ظاہری اور جسمانی لحاظ سے قاری کو پاک و صاف ہونا چاہیے۔ وضو کر کے تلاوت کی جائے ۔ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر لیا جائے۔

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ﴿۷۸﴾ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ﴿۷۹﴾ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ ﴿۸۰﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۱﴾ (الواقعہ: 78-81)

2۔ تلاوت سے پہلے تعوّذ پڑھ لیا جائے۔

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ (النّحل : 99)

اے اللہ ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس شیطان سے جو رجیم ہے یعنی راندھا ہوا ہے۔

تلاوت قرآن پاک کے آداب اور اس کی برکات

قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے۔

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا (المزمل:5)قرآن کریم ترتیل سے اور خوش الحانی سے پڑھا جائے۔

احادیث میں بھی اس کی تائید میں ہدایات ملتی ہیں۔

1 . زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ تم اپنی آوازوں سے قرآن کریم کو زینت دو۔

2 . لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔ (بخاری) اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

3 .اپنی عمدہ آوازوں کے ساتھ قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ اچھی اور عمدہ آواز قرآن کریم کو حُسن میں بڑھا دیتی ہے۔

4 . حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے۔

(ملفوظات جلد 3 ص 162)

ٹھہر ٹھہر کر اور صحیح تلفظ سے قرآن پڑھا جائے۔

حضرت ام سلمہؓ سے جب آنحضرت ﷺ کی تلاوت کے بارے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ۔

’’آنحضور ﷺ کی قراءت بالکل واضح ہوتی تھی۔ ہر حرف جدا ہوتا تھا۔‘‘ (ترمذی)

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ قرآن مجید جدا جدا کر کے پڑھتے تھے یعنی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ پڑھ کر ٹھہر جاتے۔ پھر اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر ٹھہرتے۔

بعض صحابہؓ نے ایک دن میں قرآن ختم کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی تو فرمایا:

لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔ (ترمذی)

جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں ۔

5۔خشوع و خضوع سے تلاوت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

- اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ۔ (الانفال :3)

مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتاہےتو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں۔

- وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ (الحج:35-36)

عاجزی اختیار کرنے والوں کو بشارت دے دےان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں۔

مزید دیکھیں سورۃ الزمر: 24

ایک دفعہ آنحضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس شخص کی آواز ،قراءت اچھی اور خوبصورت ہے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تو اس کو سُنے تو محسوس کرے کہ اس کے دل میں خشیت اللہ اور خوف ہے۔

(مشکوٰۃ باب فضائل القرآن)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے ۔ تم بھی اسے غم کی حالت میں پڑھا کرو ۔

(ملفوظات جلد 3 ص 152)

تلاوت کی اصل غرض

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت تقو یٰ کی تعلیم دینا ہے .... لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے ۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتا لگتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سیپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا ۔ زیادہ سے زیادہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا ۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے ۔

(ملفوظات جلد اول ص 284)

صبح کے وقت قرآن

وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا۔(بنی اسرائیل : 79)

صبح کے وقت قرآن کریم کی تلاوت کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور

مقبول اور پسندیدہ عمل ہے ۔فرمایا: یقیناً فجر کا قرآن اللہ کے حضور پیش ہونے والی چیز ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی۔

’’گھروں سے ایسے آوازیں آئیں جیسے قادیان سے آیا کرتی تھیں ۔‘‘

اونچی آواز سےپڑھا تو بالجہر صدقہ دیا ۔دھیمی آواز سے پڑھا تو خفیہ طور پر صدقہ دیا ۔

باقاعدگی سے تلاوت

قرآن کی روزانہ باقاعدگی سے تلاوت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

قرآن مجید میں سے جتنا بھی میسر ہو پڑھ لیا کرو مگر اس میں نشاط اور دل کی حاضری ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

انسان روزانہ پڑھنے کے لئے قرآن کریم کا ایک حصہ مقرر کر لے کہ روز پڑ ھا کر و ں گا ۔ اس کو روزانہ پڑھا جائے اور اس کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے ۔رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ عبادت پسند ہے جس پر انسان دوام اختیار کرے اور ناغہ نہ ہونے دے ۔

پھر فرمایا۔

’’انسان سارے کلام کو پڑھے اور بار بار پڑھے ۔ یہ نہیں کہ کوئی خاص حصہ چن لیا اور اُسے پڑھنا شروع کر دیا ۔دوم۔اس وقت پڑھے جب اس کے دل میں محبت اور اخلاص کا جوش ہو ...... وہ صبح اور شام کے وقت تلاوت کے لئے مقرر کر لے ۔ سوم۔ قرآن کریم اس یقین کے ساتھ پڑھا جائے کہ اس کے اندر غیر محدود خزانہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اس میں خزانے موجود ہیں وہ اس کے معارف اور علوم کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ‘‘ (ذکر الٰہی)

پڑھنے کا طریق

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دُعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بد اعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔(۔) بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے ۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چنتا ہے ۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ۔ ورنہ پھر سوال ہو گا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔

(الحکم 31 جنوری 1904ء)

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں ۔

ہر ایک شخص کا جو قرآن شریف پڑھتا ہے یا سنتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اس رکوع کے آگے نہ چلے جب تک اپنے دل میں یہ فیصلہ نہ کر لے کہ مجھ میں یہ صفات یہ کمالات ہیں یا نہیں ۔اگر ہیں تو وہ مبارک ہیں اگر نہیں تو اس کی فکر کرنی چاہئےاور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگنی چاہئیں کہ وہ ایمان صحیح عطا فرمائے۔

(حقائق الفرقان جلد اول ص 101)

جنت کا ذکر۔ اَللّٰھُمَّ اَدۡخِلۡنَا فِی رَحۡمَتِكَ

عذاب کا ذکر ۔اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبۡنَا

کَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ۔ اللہ اکبر۔

سجدہ تلاوت۔ سَجَدَ لَكَ رُوۡحِیۡ وَ جَنَانِی

خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَ عَلَّمَہٗ

(بخاری کتاب فضائل القرآن)

تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن کریم سیکھے اور اسے دوسروں کو سکھلائے۔

اِنَّ اَفۡضَلَکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَ عَلَّمَہٗ (بخاری کتاب الفضائل)

جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا تو اس کے لئے ایک نیکی ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الف لام میم ایک حرف ہے بلکہ الف بھی ایک حرف ہے اور لام بھی اور میم بھی۔

(ترمذی ابواب فضائل القرآن)

اَلۡجَاھِرُ بِالۡقُرۡآنِ کَالۡجَاھِرِ بِالصَّدَقَۃِ وَالۡمُسِرُّ بِالۡقُرۡآنِ کَالۡمُسِرِّ بِالصَّدَقَۃِ۔ (ترمذی ابواب فضائل القرآن)

جس نے قرآن کو اونچی آواز میں پڑھا تو گویا اس نے ظاہری طور پر صدقہ دیا اور جس نے اسے پوشیدہ پڑھا تو گویا اس نے پوشیدہ صدقہ دیا ۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مثال

فقہ پڑھتے۔ بالجہر پڑھتے

لَا تَجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ مَقَابِرَ وَ اِنَّ الۡبَیۡتَ الَّذِیۡ تُقۡرَأُ الۡبَقَرَۃُ فِیۡہِ لَا یَدۡخُلُہُ الشَّیۡطَانُ۔ (ترمذی ابواب فضائل القرآن)

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤاور جس گھر میں سورۃ بقرۃ کی تلاوت کی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہوتا ۔

فرمایا: تجھےبشارت ہو کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی تلاوت کی آخری آیات دو نور ہیں جو تجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ (کنز العمال)

رات کو آیۃ الکرسی پڑھنے سے صبح تک انسان خدا کی حفاظت میں رہتااور شیطان قریب نہیں آتا ۔ (بخاری)

سورۃ کہف کی پہلی دس اور آخری آیات کے بارے فرمایا: جس نے یاد رکھیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

(درس القرآن ص 29)

آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔(حدیث قدسی)

جس کو قرآن کریم نے اور میرے ذکر نے مصروف رکھا اور اس نے سوال نہ کیا تو میں اُسے اُن لوگوں سے زیادہ عطا کروں گا جن کو سوال کرنے پر میں دیتا ہوں۔ (ترمذی)

اَلَّذِیۡ یَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ وَ ھُوَ مَاھِرٌ بِہٖ مَعَ السَّفَرَۃِ الۡکِرَامِ الۡبَرَرَۃِ وَالَّذِیۡ یَقۡرَأُہٗ وَ ھُوَ یَشۡتَدُّ عَلَیۡہِ فَلَہٗ اَجۡرَانِ۔

(سنن ابی داؤدباب فی ثواب قرأۃ القرآن)

یعنی جو شخص قرآن کو اچھی طرح مہارت کے ساتھ پڑھتا ہے وہ بڑی عزت والے فرشتوں اور نبیوں اورعاشق قرآن بزرگ صحابہ کے ساتھ ہو گا اور جو شخص قرآن کو کوشش اور محنت کر کے پڑھتا ہے اسے دوگناثواب ملے گا ۔ ایک تو قرآن پڑھنے کا ثواب اور دوسرا محنت اور مشقت کرنے کا اجر۔

احادیث میں قرآن کریم سیکھنے ، پڑھنے اور تلاوت کرنے والوں کے لئے بہت سے فضائل و برکات کا ذکرملتا ہے۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے بعض لوگ خدا کے گھر والے ہوتے ہیں ۔

صحابہ نے عرض کی۔ وہ کون ہیں ؟ فرمایا:اَھۡلُ الۡقُرۡآنِ ھُمۡ اَھۡلُ اللّٰہِ وَ خَاصَّتُہٗ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 ص 128)

یعنی قرآن کو پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے اللہ کے اہل ہیں ۔گویا اللہ کے گھر کے افراد اور خواص۔

’’جو لوگ قرآن کوعزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے‘‘

قرآن کریم دلوں کی کدورت دُور کرتا ہے

آنحضورﷺ نے فرمایا: یہ دل اس طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح پانی لگنے سے لوہا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ! اس میں جلا کیسے پیدا ہو ۔ فرمایا: کَثۡرَۃُ ذِکۡرُ الۡمَوۡتِ وَ تَلَاوَۃُ الۡقُرۡآنِ۔

(مشکوٰۃ فضائل القرآن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

’’قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہےجس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ ‘‘ (براہین احمدیہ حصہ 4 ص 467)

مَنۡ قَرَأَ الۡقُرۡآنَ فَاسۡتَظۡھَرَہٗ فَاَحَلَّ حَلَالَہٗ وَحَرَّمَ حَرَامَہٗ اَدۡخَلَہُ اللّٰہُ بِہِ الۡجَنَّۃَ۔ (ترمذی فضائل القرآن)

جس نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور اس پر خوب قادر ہو گیا اور اس نے قرآن کی حلال کردہ چیزوں کو حلال کر دکھایا اور اس کی حرام چیزوں کو حرام یعنی اوامر پر عمل کیا اور نواہی سے رکا۔ اللہ اسے جنت میں داخل کر دے گا ۔ بلکہ اس کی شفاعت سے گھر والوں کو بخش دے گا ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ قرآن شفاعت کرے گا ۔ پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا ۔

ایک مومن قرآن پڑھتا ہے۔ لیموں کی طرح۔خوشبو بھی اچھی۔ ذائقہ بھی اچھا۔

ایک مومن قرآن نہیں پڑھتا۔ کھجور کی طرح، خوشبو نہیں مگر ذائقہ اچھا۔

ایک منافق جو قرآن پڑھتا ہے۔ پھول کی طرح خوشبو تو ہے مگر ذائقہ کڑوا اور منافق جو قرآن نہیں پڑھتا، تمّہ کی طرح، خوشبو بھی نہیں ،ذائقہ بھی کڑوا۔

رشک بھری نگاہ

تلاوت کرنے والوں کورشک بھری نگاہوں سےدیکھتے ہوئے آنحضور ﷺ فرماتے ہیں۔

دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے ایک وہ جسے خدا قرآن کریم سکھائے اور وہ دن کے اوقات میں بھی اور رات کو بھی اس کی تلاوت کرے یہاں تک کہ اس کا ہمسایہ بھی اس سے متاثر ہو کر کہے کہ اے کاش ! مجھے بھی اسی طرح قرآن آتا اور میں بھی ایسے ہی عمل کرتا ۔ (بخاری کتاب الفضائل)

حضرت ابو بکرؓ تلاوت فرماتے۔ گھر کے افراد جمع ہو جاتے۔ کتنے خوش قسمت گھرانے ہیں جو قرآن کی تلاوت سے گونجتے ہیں اور وہ جو تلاوت کر کے بہترین بن جاتے ہیں ۔

فرمایا: اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیارکہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو ۔ (کشتی نوح)

ہر گھر سے روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو ۔ کوئی بچہ نہ ہوجسے تلاوت کی عادت نہ ہو ۔ اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 4 جولائی 1997ء)

****

مولانا نصیر احمد قمر۔لندن

جماعتِ احمدیہ اور اشاعتِ قرآن



تیرہویں صدی ہجری کا زمانہ وہ زمانہ تھا جس میں قرآن مجید عملاً زمین سے اٹھ چکا تھا۔ ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی تھی جو قرآن کریم پڑھنا ہی نہیں جانتی تھی۔ قرآن مجید غلافوں میں بند کر کے طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا تھا۔ جو قرآن پڑھتے تھے ان میں سے اکثریت کا حدیثِ نبوی کے مطابق یہ حال تھا کہ وہ ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا تھا اور ان کی زندگیوں میں قرآنی تعلیم کا کوئی اِظہار نہیں ہوتا تھا۔ بہت سی اعتقادی اور علمی و عملی خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ کا مضمون ان پر صادق آتا تھا۔ علماء کی حالت اَور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ قرآنی آیات کی منسوخی کا باطل عقیدہ ان میں رائج تھا۔ 1سے لے کر 700 سو تک آیات منسوخ قرار دے دی گئی تھیں۔ بدقسمتی سے آج بھی ایسے علماء پائے جاتے ہیں جو اس عقیدہ پر نہ صرف قائم ہیں بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس کا پرچار کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ عقیدہ تو ہین قرآن کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں مذکور انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو محض قصّوں اور کہانیوں کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ ایک طبقہ ایسا تھا جو احادیث کو اور روایات کو قرآن پر مقدم رکھتا تھا۔ بعض مسلمانوں نے حال کے جدید علوم اور فلسفہ اور سائنس سے ڈر کر قرآنی آیات کو تاویلات کے شکنجے پر چڑھا دیا تھا اور اس میں اس حد تک دور نکل گئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام، استجابتِ دعا، نزولِ ملائکہ اور اخبارِ غیبیہ وغیرہ اہم امور کا انکار کر دیا۔

غرض یہ وہ زمانہ تھا جب ایمان ثریا پر اُٹھ گیا تھا اور قرآن آسمان پر اٹھایا جا چکا تھا اور اب وہ وقت آچکا تھا کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں مذکور پیشگوئی اور آنحضرت ﷺ کی تصریح کے مطابق وہ رجلِ فارس مبعوث ہو جو قرآن کو آسمان سے واپس لائے اور ایمان کو پھر سے دلوں میں قائم کرے۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف یا اس کے تراجم کو پھیلانا ہی خدمت قرآن ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتبِ دینیہ اور احادیثِ نبویہ کو اردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے، جیسے زمانۂ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا، یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بےشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلّف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک با علم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجدّدیت سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 6-7 حاشیہ)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خدمت قرآن کی جو راہیں اپنے قول اور فعل سے روشن فرمائی تھیں۔ آپؑ کے بعد آپؑ کے مقدس خلفاء کرامؓ نے ان تمام نورانی راہوں پر بڑے عزم اور استقلال کے ساتھ قدم آگے بڑھایا اور آپؑ کی قائم کردہ بنیادوں پر ایک عالیشان عمارت کھڑی کردی۔ حقیقت یہ ہے کہ خلفائے مسیح موعودؑ نے اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نمائندگی میں تمام عالم میں قرآنی تعلیمات کی حقّانیت کے اثبات اور قرآنی علوم و معارف اور حقائق و دقائق کی تعلیم و تدریس اور ترویج و اشاعت اور قرآن مجید کی عزت و عظمت کے اظہار اور اس کے عملی نمونوں کے قیام و استحکام کے لئے جس محنت اور جانفشانی سے اپنے جگر خون کئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی جاری فرمودہ عظیم مہمات کو نہایت کامیابی و کامرانی سے آگے بڑھایااس کا ذکر اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں۔ یہ حکایت بہت طویل، لذت بھری اور حددرجہ ایمان افروز ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس خلافت کی آسمانی رہنمائی اور قیادت میں خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید و فرقان حمید کے مختلف زبانوں میں تراجم اور ان کی اشاعت کے حوالہ سے قارئین کی خدمت میں مختصراً کچھ کوائف پیش کرنے سے قبل یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتاہے کہ احمدیہ مسلم جماعت وہ منفرد جماعت ہے جس نے خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی بابرکت قیادت اور مقدس رہنمائی میں باقاعدہ ایک منظّم پروگرام کے تحت دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں اٹھنے والے تمام اخراجات افراد جماعتِ احمدیہ اپنے امام کی تحریک پر خود برداشت کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کو خدمت قرآن کی اس توفیق اور سعادت کا ملنا خود قرآن مجید میں مذکور پیش خبریوں اور پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے اور اس کے ساتھ الٰہی نصرت و تائید اور کامیابی کے عظیم الشان وعدے ہیں۔خدا تعالیٰ نے یہ خدمت اور یہ سعادت پہلے سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق، آپ کے عظیم روحانی فرزند اور غلام، جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ حضرت مسیح موعودؑ اور وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ: 4) کی مصداق آپؑ کو عطا ہونے والی جماعت کے لئے مقدر فرما رکھی تھی ۔سوضرور تھا کہ ایسا ہوتا اور ایساہی ہوا۔اور یہ وہ خاص امتیاز ہے جو کسی اور مسلمان فرد، ادارے ، تنظیم ،فرقے یا جماعت کو حاصل نہیں ۔

اس بات کے ثبوت میں اور اس کی کسی قدر وضاحت کے لئے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بہت سے ارشادات میں سے صرف چند ایک ذیل میں ہدیۂ قارئین ہیں جن میں آپؑ نے قرآن مجید کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید ،فرقان حمید کے تراجم اور تعلیمات قرآنیہ کی اشاعت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اور اسی کے ہاتھوں سے مقدر تھی ،جس کا آنا ظلّی اور بروزی طور پر گویا خود آنحضرت ﷺ کا آنا تھا ۔اور یہ سب خدمتیں، یہ سب کامیابیاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کا سلسلہ اور آپؐ ہی کی روحانی توجہات کا فیض ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی جس کے لئے فرمایا گیا تھا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ: 4) اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ایک تکمیل ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیلِ ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیلِ اشاعت ہدایت کا زمانہ آپؐ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کا وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اب ہے ۔یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ ۔''

(الحکم جلد 6 نمبر 43 مورخہ 30 نومبر 1902ء)

اسی طرح فرمایا ۔

''اِتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔اوّل تکمیل ہدایت۔دوم تکمیلِ اشاعتِ ہدایت۔اب تم غور کر کے دیکھو تکمیلِ ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ دوسرا ہو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرما ویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (الصف: 10) اس شان میں فرمایا گیاہے۔تمام مفسّرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔

درحقیقت اظہار دین اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کلِ مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے۔چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسّر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں ... جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔

اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کہہ کر فرمائی تھی۔یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔''

(الحکم جلد 6 نمبر 18 مورخہ 17 مئی 1902ء صفحہ 5-6)

حضورعلیہ السلام نے اپنی تصنیف''تحفہ گولڑویہ'' میں اس امر کو بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''ضرور تھا کہ جیسا کہ تکمیلِ ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی ایسا ہی تکمیلِ اشاعتِ ہدایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو۔کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے۔ لیکن سنّت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خُلود آپ ﷺ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ ﷺ اُس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خُلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا۔اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے اُمّتی کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جو اپنی خُو اور روحانیت کے رُو سے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یُوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلّی طور پر آپ ﷺ کے نام کا شریک تھا... چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپ ﷺ کی شریعت تمام دنیا کے لئے عام تھی اور آپ ﷺ کی نسبت فرمایا گیا تھا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب: 41) اور نیز آپ ﷺ کو یہ خطاب عطا ہوا تھا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159) سو اگر چہ آنحضرت ﷺ کے عہدِ حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک تھیں قرآن شریف میں جمع کی گئیں لیکن مضمون آیت

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیِ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اُس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اُس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے۔ بلکہ... 1257 ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کُل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا...

غرض آیتِ موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیاکو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائلِ اشاعت موجود نہیں تھے۔ اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اور نیز یہ کہ دلائل حقّانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں۔ اور یہ دونوں امر اُس وقت غیر ممکن تھے۔ لیکن قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وَمَنْ بَلَغَ‌یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اَور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ(الجمعۃ:4) اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْهُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزون ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا اور اس کے دوست مخلص صحابہ کے رنگ میں ہوں گے‘‘

(تحفہ گولڑویہ ،روحانی خزائن جلدنمبر 17صفحہ 258-261)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کے لئے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجی جائے اور فرمایا کہ

’’میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے‘‘

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 518)

چنانچہ جماعت احمدیہ کی 130سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ تکمیل اشاعتِ ہدایت کا وہ مبارک کام جس کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدّس ہاتھوں سے ہوا تھا وہ الٰہی وعدوں کے مطابق آپؑ کے بعد ظاہر ہونے والی قدرت ثانیہ یعنی خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ مسلسل وسعت پذیر ہے ۔ اور جیساکہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ میں بشارت دی گئی تھی خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ اس سلسلہ میں اپنے امام کے تابع تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے دامے،درمے ،سخنے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے نہایت محنت اور اخلاص اور جانفشانی کے ساتھ مصروف جہاد ہیں۔

دورِ خلافتِ اُولیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہدایت پر انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا کام مولوی محمد علی کے سپرد کیا گیا اور اس کے لئے انہیں تمام ممکنہ ضروری سہولیات فراہم کی گئیں اور زرِ کثیر خرچ کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خود بنفس نفیس انگریزی ترجمہ قرآن کے نوٹس سنتے اور حقائق و معارف قرآن بیان فرماتے۔ آپؓ کی دلی خواہش تھی کہ انگریزی ترجمہ قرآن جلد شائع ہو۔ ترجمہ کے نوٹ آخری مراحل پر تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تو مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء نے آپؓ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد میں وہ قادیان کو چھوڑ کر لاہور منتقل ہو گئے اور ترجمہ قرآن کا وہ مسودہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زیر ہدایت و نگرانی تیار ہوا تھا وہ بھی ساتھ لے گئے۔

دورِ خلافتِ ثانیہ

اس کے بعدحضرت مصلح موعودؓنے اس طرف توجہ فرمائی ۔ آپؓ نے 1915ء میں ایک پارہ کی تفسیر خود لکھی اور وہ اردو اور انگریزی میں طبع بھی ہوئی۔ اور فرمایا کہ میں ایک نمونہ قائم کر رہا ہوں۔ جماعت کے علماء کا کام ہے کہ وہ اسی طرز پر اس کو آگے بڑھائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مولوی شیر علیؓ،حضرت خان بہادر ابو الہاشم خانؓ اور حضرت ملک غلام فریدؓ کو یہ ذمہ داری سونپی اور ان کی مجموعی کوششوں سے ایک مکمل اور مستند انگریزی ترجمہ اور پھر اس کی تفسیر بھی شائع ہوئی۔ قرآن مجید کی انگریزی تفسیر قریباً3 ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جو عجیب و غریب قرآنی معارف کا حسین و دلفریب مرقع ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا دیباچہ بھی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے اہل علم نے اس کو سراہا۔ اسی طرح مسلمان مشاہیرنے بھی اس کی تعریف کی۔

ایک مستشرق رچرڈ بیل نے اسے قرآنی تعلیمات کو ایک ایسی شکل میں پیش کرنے کی کوشش قرار دیا جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مناسب حال روحانی زندگی اور تبلیغی جدوجہد کی آئینہ دار ہے اور مجموعی لحاظ سے روشن خیالی اور ترقی پسندی پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1944ء میں مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت سے متعلق خصوصی تحریک فرمائی۔ چنانچہ آپؓ نے 20اکتوبر1944ء کو دنیا کی 8 مشہور زبانوں انگریزی ، روسی، جرمن، فرانسیسی، اطالوی، ڈچ، ہسپانوی اور پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کی عظیم الشان تحریک فرمائی اور پھر اپنے عہد خلافت میں اس کی تکمیل کے لئے کامیاب جدوجہد فرمائی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے الفاظ میں پیشگوئی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دوست مخلص صحابہؓ کے رنگ میں ہوں گے، جماعت احمدیہ کے افراد مردو زن نے اس تحریک پر جس شان کے ساتھ اور والہانہ طور پر لبّیک کہا وہ غیر معمولی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے اندازہ کے مطابق ان تراجم اور ان کی چھپوائی کے لئے 1لاکھ 94ہزار روپے کی ضرورت تھی جس کا آپؓ نے جماعت سے مطالبہ کیا ۔لیکن مسیح پاکؑ اور خلافت حقّہ کی فدائی جماعت نے 2 لاکھ 60 ہزار روپے کے وعدے قلیل عرصہ میں پیش کر دیئے اور پھر ان کا اکثر حصہ وصول ہو گیا اور 2 سال کے عرصہ میں مذکورہ بالا ساتوں زبانوں میں تراجم مکمل ہوگئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

’’قرآن کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہوگئے ہیں اور ان کی ایک اور نقل بینک میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے مبلغین ان زبانوں کو سیکھ کر ان پر نظر ثانی کر لیں تا غلطی کا امکان نہ رہے‘‘ (الفضل 28دسمبر1946ء)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس خلفاء کی نگرانی میں اور ان کی تحریکات کے مطابق مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور ان کی اشاعت کا مبارک سلسلہ مسلسل آگے بڑھتا رہا۔

خلافتِ ثانیہ کے عہد میں اردو ،ڈچ ،سواحیلی ، جرمن اور انگریزی۔کُل پانچ زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔جبکہ ڈینش میں پہلے سات پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اوریوگنڈا کی زبان لوگنڈا میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس اور مینڈے زبان میں پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہوا۔

دورِ خلافتِ ثالثہ

خلافت ثالثہ کے دور میں یہ سلسلہ آگے بڑھا اور ڈینش ، اسپرانٹو،انڈونیشین اور یوروبا چارمزید زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔ اسی طرح انگریزی میں تفسیرالقرآن کا ایک جلد میں خلاصہ پہلی بار شائع ہوا۔نیز سویڈش اور فجین زبان میں جزوی طورپر بعض پاروں کا ترجمہ طبع ہوا ۔

دورِ خلافتِ رابعہ

خلافت رابعہ کے پہلے دو سالوں (1982ء۔1983ء)میں گورمکھی اور لوگنڈا زبان میں مکمل قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے ظالمانہ آرڈیننس 20کی وجہ سے پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اس وقت تک گیارہ زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے تھے۔

1989ء کا سال جماعت کی تاسیس پر سو سال مکمل ہونے کے لحاظ سے صد سالہ جوبلی کا سال تھا اور جماعتی تاریخ میں یہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے شایان شان دیگر پروگراموں کی طرح مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کا منصوبہ بھی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اپریل 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کے بعد سے جولائی 1989ء تک کے ہجرت کے پانچ سالوں میں حسب ذیل 16نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم طبع ہوئے۔

1۔ فرنچ 2۔اٹالین 3۔ فجین 4 ۔ہندی
5 ۔رشین 6۔پرتگیزی 7 ۔سویڈش 8۔ کورین
9۔کیکویو 10۔ سپینش 11۔جاپانی 12۔ملائی
13 ۔فارسی 14۔ سندھی 15۔ بنگلہ 16۔اُڑیہ

اٹالین، ملائی (Malay)اور فارسی ترجمہ سے متعلق طباعت پر معلوم ہوا کہ جلدی میں ان میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں چنانچہ ان تراجم کی سرکولیشن روک دی گئی اور از سر نو ان پر کام شروع کیا گیا۔فارسی ترجمہ ریویژن کے بعد شائع ہو چکا ہے ۔باقی پر ابھی کام جاری ہے۔

1989ء میں کئی تراجم طباعت کے مختلف مراحل میں تھے اور جلسہ سالانہ یو۔ کے تک شائع نہیں ہو سکے تھے۔چنانچہ اگست 1989ء سے جولائی 1990ء تک کے صرف ایک سال کے عرصہ میں حسب ذیل 15مزید نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرنے کی سعادت جماعت کو حاصل ہوئی۔

1۔البانین 2۔مینڈے 3۔ گریک 4۔تامل 5۔ویتنامی 6۔ گجراتی
7۔ٹرکش 8۔ طوالوئن 9۔چینی 10۔پشتو 11۔پولش 12۔چیک
13۔ سرائیکی 14۔پنجابی 15۔اِگبو

اس طرح 1984ء میں جماعت کے زیر انتظام مختلف زبانوں میں شائع کر دہ تراجم قرآن کریم کی جو تعداد صرف گیارہ تھی وہ جولائی 1990ء تک 42میں تبدیل ہو چکی تھی۔چھ سال کے قلیل عرصہ میں 31نئے تراجم کے ساتھ یہ قریباًچار گنا اضافہ تھا اور ابھی کئی تراجم تکمیل کے بعد طباعت کے مختلف مراحل میں سے گزر رہے تھے۔

چنانچہ 1994ء تک جماعت احمدیہ کوآٹھ مزید زبانوں بلغارین، ملیالم، منی پوری، سندھی، تیگالاگ، تیلگو، ہاؤسا، مراٹھی کے اضافہ کے ساتھ مجموعی طور پر 50زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی طباعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی۔

اس کے بعد نارویجین، کشمیری، سنڈانیز، نیپالی، جُولا اور سیکامبا میں تراجم قرآن شائع ہوئے اور یوں 1982ء سے لے کر2003ء تک صرف خلافتِ رابعہ 21 سالہ عہد سعادت میں 47 زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم طبع ہوئے۔ جبکہ اس کے علاوہ تھائی، میانمار اور جاوانیز زبانوں میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ شائع ہوا۔

دورِ خلافتِ خامسہ

خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے تراجم قرآن کریم کی تیاری اور ان کی اشاعت کا یہ کام بلندی کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔

چنانچہ 2003ءمیں حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے اب تک درج ذیل19زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم طبع ہو چکے ہیں۔

قتلان، کریول (ماریشس)، کناڈا، اُزبک، فُولا، میڈنکا، وولف، مورے(بورکینا فاسو)، بوسنین، مالاگاسی ، تھائی (اس کے پہلے دس پاروں کا ترجمہ 1999ء اور پارہ نمبر 11 تا 20 کا ترجمہ 2006ء میں شائع ہوا،جبکہ مکمل ترجمہ قرآنِ کریم جون 2008ءمیں طبع ہوا)،قرغز،اسانٹی چوئی، ماؤرے(نیوزی لینڈ)، میانمار(اس کے پہلے دس پاروں کا ترجمہ 2003ء اور پارہ نمبر 11 تا 20 کا ترجمہ 2012ء میں شائع ہوا ،جبکہ مکمل ترجمہ قرآنِ کریم جولائی 2015ءمیں طبع ہوا)، کیریول(گیمبیا)، یاؤ(تنزانیہ)، سنہالہ (سری لنکا)، ڈوگری ۔

اس کے علاوہ کئی تراجم قرآن مجید کے نئے ایڈیشن بہتر کمپوزنگ اور تراجم کی ریویژن اور ان میں تشریحی نوٹس کے اضافوں کے ساتھ بھی شائع ہوئے ۔اور اشاعت قرآن کریم کا یہ سلسلہ خلافت حقہ کی برکت سے مسلسل ترقی پذیر ہے ۔اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ ۔

ساری دنیا میں خلافت احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے تن تنہا اتنی بہت سی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے مقدس خلفائے کرام اور آپؑ کے سچے متبعین ہی وہ ’’سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ‘‘ہیں جن کے ہاتھوں میں خدا تعالیٰ نے دنیا بھر میں قرآن کی سچی خدمت اور اس کی عظمت کے اظہار کا علم تھمایا ہے۔ جو کسی تلوار اور نیزہ سے نہیں، کسی بندوق یا توپ یا بم کے زور سے نہیں بلکہ قرآن کا حربہ ہاتھ میں لے کر، اس کے نُور کو اپنے سینوں میں بسا کر، حجت اور بُرہان اور زمینی و آسمانی نشانات اور الٰہی نصرت و تائیدات کے ساتھ ساری دنیا میں جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔ اور صرف اپنے قول سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے قرآنی تعلیمات کی حقّانیت اور قرآنی برکات و تاثیرات کے تازہ بتازہ اور شیریں و خوشبودار ثمرات کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس کتاب کے زندہ کتاب ہونے اور اس کی عظمتوں پر گواہ ہیں۔

محمد اسلم ناصر۔یوگنڈا

سجدہ تلاوت کی ادعیہ

قرآنِ کریم کی تلاوت میں 14 سجدے ہیں ان سجدوں میں درج ذیل ادعیہ پڑھی جاسکتی ہے۔

- اَللّٰھُمَّ سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ وَاَعْطِینِیْ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلَ صَالِحًا یَرَفَعُنِیْ

ترجمہ: اے اللہ میں دل کی گہرائیوں سے سجدہ کرتا ہوں اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا۔اے اللہ مجھے نفع پہنچانے والا علم عطا کر اور مجھے ایسے عمل کی توفیق عطا فرما جو میرے درجات بلند کرے۔اٰمین

- اَللّٰھُمَّ سَجَدَ لَکَ سَوَادِی وَ آمَنَ بِكَ فُؤَادِی

اے اللہ تیرے لئے میرا دل سجدہ ریز ہے اور تجھ ہی پر میرا دل ایمان لایا ہے۔

- سَجَدَ لَکَ رُوْحِي وَ جَنَانِي

(اے اللہ)تیرے لئے میری روح جسم اور اور دل سجدہ ریز ہیں۔

****

لمحات محبت ہوں شفا سوز نہاں میں

رمضان کی عظمت کو کروں کیسے بیاں میں
طاقت یہ کہاں میرے تصور میں گماں میں

رحمت کا ہے غفراں کا ہے بخشش کا مہینہ
مولی تو اثر رکھ دے مری آہ و فغاں میں

عصیاں کی شب تار میں پر نور سویرا
کھل اٹھا ہو لالے کا چمن گویا خزاں میں

رمضان کے معنوں میں فقط گرمی نہیں ہے
ایماں کی حرارت ہے سبھی خورد و کلاں میں

یہ رمض کچھ ایسی ہے کہ اس رمض کے آگے
شعلے میں وہ گرمی ہے نہ ہے برق تپاں میں

نازل ہوا قرآن اسی ماہ مبیں میں
پھر پھیلی ہدایت کی ضیا اس سے جہاں میں

وہ روشنی دیتا ہے ہر اک نوع بشر کو
جو نور محمد کے عمل میں ہے زباں میں

اک شب ہے شب قدر اسی ماہ مبیں میں
اس شب کی بیاں عظمت و شوکت ہے قرآں میں

ہر شب ہو شب قدر تو دن عید ہو یا رب
لمحات محبت ہوں شفا سوز نہاں میں

نادم ہے گناہوں پہ نگہ اٹھ نہیں سکتی
ناصر ترا اک چاکر ادنی ہے جہاں میں

(تنویر احمد ناصر۔قادیان)

عربی خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی پیغام میں موجودہ حالات کے پیش نظر گھروں میں نماز جمعہ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے اس سلسلہ میں بعض احباب جماعت کو خطبہ کا عربی حصہ یاد نہ ہونے کی وجہ سے مشکل پیش آرہی تھی اس لئے ان کی آسانی کو یہ عربی حصہ دیا جا رہا ہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O

درمیان میں روزنامہ الفضل آن لائن سے حضرت مسیح موعودؑ یا خلیفۂ وقت کا کوئی اقتباس شامل کرلیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَه وَنَشْهدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهد أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ O عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ O اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ O

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم مظفر احمد ظفر لکھتے ہیں۔

حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ حالات پر ایک خصوصی پیغام جماعت احمدیہ کو ارشاد فرمایاتھا کہ جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالہ سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

الحمدللہ خاکسار نے اپنے گھر میں اگلے تمام جمعہ کے خطبات کی تیاری روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے ہی کی اور جمعہ کا خطبہ دیا،اللہ تعالیٰ روزبروز روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو ترقی دے۔آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ ناصرہ ایوب۔جرمنی لکھتی ہیں۔

الحمد للہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کا ہر پرچہ ہی ہمیشہ کی طرح بہت شاندار ہوتا ہے اور خاکسار کا تو ہر روز کچھ لکھنے کو دل کرتا ہے ۔گزشتہ دِنوں دو بزرگوں کی وفات کی وجہ سے دل میں بہت افسردگی رہی اور دل سے دعا نکلی کہ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں اس طرح کے انسان جن کا ذکرِ خیر خلیفۃالمسیح اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں اور ان لوگوں نے تو اپنی زندگیاں امر کر دیں۔

15-اپریل2020ء کے شمارہ میں حضرت مرزا عبدالحق کا ذکرِ خیر پڑھا،بہت اچھا لگا۔ ہماری بھی کچھ یادیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بچپن میں خاکسار اپنے والدین کے ساتھ ایک سال سرگودھا شہر میں بھی رہی۔ ہمارے ابا جان محترم شیخ حمید احمد(مرحوم) کے ساتھ ان کا تعلق بہت محبت والا تھا۔ اس لئے وہ یادیں تازہ ہوئیں۔ پھر ناصرات کے زمانے میں ایک دفعہ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے سورہ انفال کا درس ربوہ میں تعلیم القران کلاس میں دیا جس کا حرف حرف ابھی بھی سورہ انفال سامنے آتے ہی یاد آجاتا ہے ان کی یادیں وابستہ ہو جاتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔آمین

ایک اور شمارہ جو یو کے بارے میں تھا بڑا دلچسپ اور معلوماتی تھا جماعت کے بارے میں بھی معلومات اس میں موجود تھیں ۔

خاکسار ایک گزارش کرنا چاہتی ہے اپنے بزرگوں سے کہ اگر ان کے پاس ان کی آغوش میں ان کے پوتے پوتیاں یا نواسے نواسیاں ہیں تو بزرگ ان بچوں کو اردو بھی سکھائیں اور ان سے روزنامہ الفضل لندن آن لائن بھی سنا کریں اس کی برکتیں اتنی ہیں جن کا شمار نہیں یہ تو روزانہ کا تازہ گلدستہ ہے میرے پاس اس کے لئے الفاظ نہیں ہیں مجھے رات کو نیند نہیں آرہی ہوتی تو بےچینی دور کرنے کے لئےروزنامہ الفضل لندن آن لائن پڑھنا شروع کر دیتی ہوں آپ نے بھی سکون لینا ہو تو الفضل کا مستقل مطالعہ کریں اور بانی الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو اپنی خاص دعاوں میں یاد رکھیں۔جزاکم اللہ

مکرم کاشف ریحان خالد۔بیلجیئم لکھتے ہیں۔

آپ کا نوٹ شعراء کے متعلق پڑھا۔ماشاءاللہ بہت بروقت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بزرگ کی مانند آپ نے تمام نئے اور پرانے لکھاریوں کی اصلاح اور رہنمائی فرمائی۔نہ صرف نئے لکھنے والوں کی محبت سے حوصلہ افزائی کی بلکہ پرانے لکھنے والوں کی مناسب رہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ بھی دلائی۔الحمدللہ

خاکسار بھی آپ کی طرح دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نئے اور پرانے لکھنے والوں کو اپنی محبت بزرگی علم حکمت اور فراست عطاء فرمائے۔ آمین

اسی طرح آپ اور آپ کی ٹیم کے لئے بھی بہت دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے آپ سب کی حفاظت فرمائے، ہمیشہ آپ کی رہنمائی فرمائے، تائیدونصرت فرمائے اور آپ سب کی جھولیاں اپنی بےپناہ محبت علم حکمت فراست اور محبت اور ہر اعلیٰ خیر سے بھر دے۔ آمین

اسی طرح سنہری اقوال کا جو سلسلہ آپ نے شروع کیا ہے وہ بھی پسند آیا ہے۔ اس کو جاری رکھیں خاکسار بھی خدا کے فضل سے اس میں لکھنے کی کوشش کرے گا۔ انشاءاللہ

مکرم عمر تماپوری۔انڈیا لکھتے ہیں۔

آپ کی ادارت نے ماشاءاللہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو چار چاند لگائے ہیں اور امید ہے کہ اس کی عظمتِ رفتہ کو پھر سے بحال رکھنے میں ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے۔ہفت روزہ سے سہ روزہ اور پھر سہ روزہ سے روزنامہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دوربین نگاہوں کا نتیجہ ہےاور حالاتِ حاضرہ بھی اسی بات کے مُتقاضی تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ادارت، صحافت اور اخبار کیلئے جو رہنما خطوط اور اصول مرتب کئے ہیں۔بلاشبہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن اس معیار پر قائم رہتے ہوئے ہر پہلو سے احاطہ کررہا ہے۔ یادِ ماضی،حال اور عالمی سطح پر مرتب شدہ اثرات پر گہری نظر اور موقع و محل کے مطابق مضامین کا انتخاب یقیناً قابلِ رشک ہے۔اَللّٰھم زد فزد

خاکسار کی طرف سے اس خوبصورت مائدہ پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور نظربد سے بچائے۔ روزنامہ الفضل لندن آن لائن ہمیشہ ترقی کی نئ سے نئ منازل طے کرتے ہوئے بہت سی پیاری روحوں کی سیرابی کا موجب بنے۔آمین

مکرم شہباز اکبرلکھتے ہیں۔

مجھے گھر میں بیٹھے روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی صورت میں نیک مجلس ملتی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو کامیاب و کامران بنائے۔

مکرمہ قدسیہ محمود سردار لکھتی ہیں۔

ہمارا پیارا روزنامہ الفضل لندن آن لائن زندہ باد۔

مکرمہ شائستہ سجاد لکھتی ہیں۔

میں اور میرا میاں باقاعدگی سے روزنامہ الفضل لندن آن لائن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تمام مضامین ازدیادِ علم و ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔تمام احبابِ جماعت کو دل کی گہرائیوں سے رمضان مبارک۔

مکرمہ فوزیہ درثمین سلمان لکھتی ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے پہلے دو صفحات کے بارے میں کچھ کہنے کے میرے کمتر وجود میں الفاظ ہی نہیں سوائے الحمدللہ اور سبحان اللہ کے۔موقع کی مناسبت سے یہ ہر خاص و عام کے لیے یکساں اہمیت کے حامل اور نچوڑ ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ اپنی علمی و دینی ادبی سمجھ کے مطابق ہر چیز کبھی ٹھیک یا اچھی اور کوئی بہت ہی اچھی لگتی ہے۔ جیسے تلاوت قرآن پاک اور مسنون دعائیں ،احادیث نبویہ کی روشنی میں رمضان المبارک بہت اچھے مضامین تھے۔ تعارف سورۃ البقرہ بے حد تحقیقی، خوبصورت اورجذب کرنے والا مضمون ہے۔

یہ مائدہ تیار کرنے والے تمام کارکنان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

رکھ یقیں خدا پہ

دل لگ نہیں رہا ہے گزارا تو کیجئے
اپنا نہیں خیال ہمارا تو کیجئے

بندش یہ عارضی ہے دنیا یہیں رہے گی
کچھ دن ذرہ سا اس سے کنارہ تو کیجئے

دل دکھ رہاہے دیکھ کے حالات آج کل
اس دل کے دکھ کے واسطے چارہ تو کیجئے

رکھیں یقیں خدا پہ ٹالے گا وہ بلا
صدقہ کچھ اپنی جاں کا اتارا تو کیجئے

وہ دیکھتا ہے ہر گھڑی اور سن رہا بھی ہے
پرشرط یہ ہے اس کو پکارا تو کیجئے

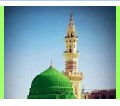
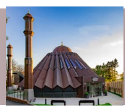
رہ گئی دھری کی دھری آن بان شان
کس میں بچی ہے جان؟ اشارہ تو کیجئے

کوشش رہے کہ جیت مقدر بنے ہمیشہ
گر مل سکے نہ جیت، ہارا تو کیجئے

(ناصر احمد شہروز)



سحر وافطار

30-اپریل2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:31	18:46
مدینہ منورہ		04:26	18:50
قادیان		04:14	19:08
ربوہ		03:55	18:50
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:11	20:24